

تذکرہ سید الشہداء

رضی اللہ عنہ

سیدنا امیر حمزہ



تالیف

محمد عابد حسن انجم مدنی

کرمات الہیہ شاپ

تذکرہ سید الشہداء

رضی اللہ عنہ

سیدنا امیر حمزہ



تألیف

محمد عابد الحسن انجم مدنی

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲۰ دربار مارکیٹ لاہور

Ph: 042 7249 515

Marfat.com

بَقِیَصَانِ کَرَم

حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری

المعروف حضرت کرمات لے
آستانہ عالیہ
حضرت کرمانوالہ شریف
اوکاڑہ

شیریں باغ ولایت
حضرت سید محمد علی شاہ بخاری

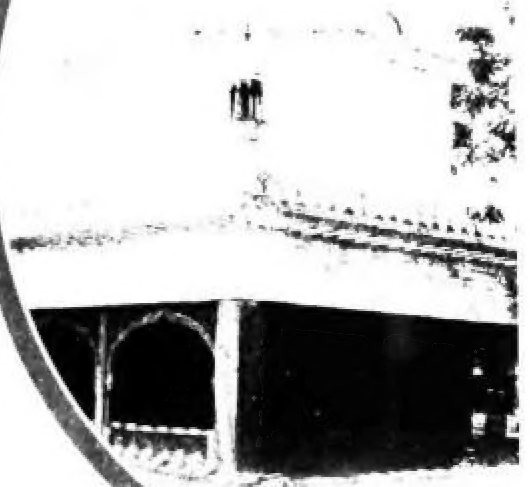
منظر بدولت
حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری

حضرت پیر عزیز غفر علی شاہ بخاری

حضرت پیر سید مصم شاہ بخاری

حضرت پیر
سید میر طیب علی شاہ بخاری

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف



رازی پوری

حاجی انعام اللہ بی نقشبندی برکاتی

زیورہ مقام
سمیع اللہ برکت

جملہ حقوق محفوظ ہیں

80 روپے

قیمت

اشاعت جولائی ۲۰۰۷

عَرَضِ نَاشِر

الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على سيد الانبياء و

المرسلين و على آله و اصحابه اجمعين - اما بعد!

بجملہ اللہ ادارہ ”کرمانوالہ بک شاپ“ عرصہ چار سال سے علمی و قلمی میدان میں دین اسلام کی خدمت میں سرگرم عمل ہے اور اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں بفضل اللہ تعالیٰ اس مختصر عرصے میں قریباً 35 کتب منظر عام پر لانے کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی علمی و تحقیقی، فکری و اصلاحی کتب پر بڑے زور و شور سے کام جاری ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ رحیم و کریم اپنے کمال فضل و کرم سے تمام زیر طبع، زیر تکمیل، زیر ترتیب اور زیر غور کاموں کو بخیر و عافیت مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

چند دن پہلے ہماری ایک نہایت اہم کتاب بسلسلہ احادیث رسالت مآب بڑے اہتمام و انصرام کے ساتھ باصرہ نواز ہوئی جس نے اہل علم و قلم نیز قارئین و دیگر ناشرین سے خوب داد تحسین حاصل کی۔ یہ حدیث پاک کی اب تک دریافت ہونے والی کتب میں سے سب سے پہلی کتاب ہے جس کا نام ”الصحيحة الصحيحة المعروفة بصحيفة همام بن منبه عن ابى هريرة رضى الله عنه“ ہے۔ اس کتاب کے اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ انگریزی ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ اردو ترجمہ محمد رضا احسن قادری صاحب رحمہ اللہ اور انگریزی ترجمہ احمد حسن چوہدری صاحب نے کیا ہے۔ قبل ازیں حدیث مبارک کے حوالے سے ہماری ایک کتاب ”مسند اسحاق بن راہویہ“ چھپ چکی ہے۔ یہ امام بخاری و امام مسلم کے استاذ امام اسحاق بن ابراہیم حنظلی مروزی رحمہ اللہ کی روایت کردہ احادیث کا مجموعہ ہے جس کا اردو ترجمہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب رحمہ اللہ نے کیا ہے۔

سیرت کے حوالے سے ہماری درج ذیل کتب اریکٹ میں آچکی ہیں:

- 1- تذکرہ خلفائے راشدین از پیر سید ارتضیٰ علی کرمانی
- 2- احوال مقدسہ (حضرت میاں شیر محمد شر قپوری رحمہ اللہ) از قاضی ظہور احمد اختر

3- معدنِ کرم (حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف کرمانوالے) از محمد اکرام

4- میری سرکار (حضرت کرمانوالے رحمہ اللہ) از محمد سمیع اللہ نوری

5- گلشنِ قادری (حضرت میاں میر قادری رحمہ اللہ) از مفتی محمد اقبال کھرل

اب ہماری یہ کتاب ”تذکرہ سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ“ اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ مؤلف مولانا محمد عابد عمران انجم مدنی صاحب رحمہ اللہ (فاضل بھیرہ شریف، سرگودھا) نے بڑی کاوش و کاہش کے ساتھ عم رسول حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے حالات و واقعات، فضائل و مناقب اور آپ رضی اللہ عنہ کے متعلقات پر جس قدر مواد مہیا ہو سکا، اس کو شامل کتاب کر دیا ہے۔ کتاب لکھتے وقت مؤلف نے علمائے متقدمین کا انداز اپنایا ہے کہ کوئی بھی عبارت یا روایت نقل کرتے وقت شروع میں لکھ دیا کہ فلاں مصنف نے فلاں کتاب میں یہ بات کہی۔ اس لحاظ سے آج کل کے تحقیقی دور میں یہ کتاب عوامی پایہ کی کتب میں شمار کی جائے گی۔ محققین کی جانب سے شاید اسے اتنی پذیرائی نہ ملے۔ بہر حال ہماری کوشش تو یہی ہے کہ بہتر سے بہتر کتاب کو اپنے معزز قارئین تک پہنچایا جائے۔

آج کل مارکیٹ میں کتابوں کے معیار پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ انتہائی گھٹیا کاغذ اور ناقص جلد بندی والی کتابیں دھڑا دھڑا مارکیٹ میں لا کر کتاب کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے۔ مگر الحمد للہ ہم نے اپنی بساط کے مطابق کتاب کی شان و شوکت کو دو بالا و سہ بالا کیا ہے۔ عمدہ کاغذ، دیدہ زیب کتابت، اعلیٰ چھپائی، مضبوط جلد بندی وغیرہ کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ آخر میں میں ادارہ کے جملہ معاونین و اراکین کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تیاری اور نشر و اشاعت میں ہماری ہر ممکن مدد کی اور اپنی قیمتی آرا سے ہمارے لئے کامیابی کی راہیں ہموار کیں۔

قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کو پڑھ کر ادارے کے حق میں دُعاے خیر ضرور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام!

محمد سمیع اللہ برکت

محمد سیف اللہ برکت

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	انتساب	12
2	پیش لفظ	13
3	پہلی فصل	15
4	ابتدائی حالات	15
5	نام	15
6	کنیت	15
7	القاب	15
8	سلسلہ نسب	15
9	رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق	15
10	پیدائش و مقام پیدائش	16
11	رضاعت	16
12	مشاغل حیات	17
13	حلیہ مبارکہ	17
14	دوسری فصل	19
15	واقعہ قبول اسلام	19

23	آپ رضی اللہ عنہ کب ایمان لائے؟	16
26	تیسری فصل	17
26	شجاعتِ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ	18
27	شعب ابی طالب میں محصوری	19
27	مواخات	20
28	ہجرت	21
29	چوتھی فصل	22
29	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھنا	23
30	پانچویں فصل	24
30	سرایا و غزوات جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شرکت فرمائی	25
30	1- سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ	26
31	2- غزوہ ابواء	27
32	3- غزوہ ذی العشر	28
34	4- غزوہ بدر	29
37	غزوہ بدر کے چیدہ چیدہ واقعات	30
39	5- غزوہ بنو قیقاع	31
40	6- غزوہ احد	32
40	لشکر کفار کی روانگی	33
40	روساء قریش کی خواتین کی شرکت	34
41	حضور ﷺ کا صحابہ سے مشورہ	35

42	جذبہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ	36
42	سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب	37
43	لشکر غازیان اسلام	38
43	خواتین قریش کی قسم	39
44	آغاز جنگ	40
47	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شمشیر کی کاٹ	41
47	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کی ایک اور جھلک	42
48	شہادت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	43
48	شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بزبان وحشی	44
49	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش سے ظالمانہ سلوک	45
50	وحشی کو انعام	46
50	مزید سنگدلی	47
50	سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پاک کی تلاش	48
51	حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر	49
51	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پجاری بندھ گئی	50
52	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ	51
53	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حوصلہ	52
54	سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن	53
54	شہداء احد کی تدفین	54
55	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی حالت	55

55	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھانجی کا صبر و استقامت	56
56	نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا حزن و ملال	57
57	توجہ طلب امر	58
58	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات	59
59	حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا کارنامہ	60
60	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان	61
61	چھٹی فصل	62
61	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق	63
62	ساتویں فصل	64
62	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولاد	65
62	حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی پرورش	66
64	آٹھویں فصل	67
64	حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام شہداء احد کی قبور پر	68
64	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی قبور پر	69
64	آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزارات شہداء پر کیا فرماتے	70
65	سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا مزار سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر	71
65	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مزار شریف پر	72
66	قبریں کھلیں تو جسم تروتازہ تھے	73
66	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی مرمت فرمائی	74
66	آپ کے مزار شریف کی خاک	75

66	آہ افسوس	76
68	نویں فصل	77
68	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مرویات	78
72	دسویں فصل	79
72	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت	80
73	گیارہویں فصل	81
73	زائر حرمین شریفین قاری اصغر علی نورانی کے تاثرات	82
73	جگر پاش پاش	83
74	بارہویں فصل	84
74	شورش کاشمیری کے تاثرات	85
74	آنسو ہی آنسو	86
75	شورش سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر	87
76	تیرہویں فصل	88
76	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات	89
76	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ احمد کی مدد فرمائی	90
78	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے زائرین کی حفاظت فرمائی	91
79	چودھویں فصل	92
79	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو سلام	93
80	پندرہویں فصل	94
80	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شاعری	95

83	در جواب آں غزل	96
99	سولہویں فصل	97
99	مرثیہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بزبان حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	98
102	مرثیہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بزبان حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	99
106	مرثیہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بزبان عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	100
109	سترہویں فصل	101
109	داستان امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شاعر اسلام حفیظ جالندھری کی زبان سے	102
109	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا	103
111	حضرت عمر رضی اللہ عنہ آستانہ نبوت پر اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری	104
111	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ کا مقابلہ	105
113	ہند جگر خوار کا غم و غصہ	106
113	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالنے کی سازش وحشی غلام آلہ انتقام	107
115	جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کا اشتیاق شہادت	108
116	اجازت میدان اور حضرت سیدنا محمد ﷺ کے تاثرات	109
117	کفار پر حمزہ رضی اللہ عنہ کا رعب	110
118	حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابو شیبہ	111
120	ابو شیبہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی جنگ	112
121	ابو شیبہ کے امدادی	113
121	ابو شیبہ کا قتل	114
123	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر مقتول کے امدادیوں کا حلہ	115

123	احد میں پہلی جنگ مغلوبہ	116
125	وحشی حربہ پھینکتا ہے	117
125	حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی کا تعاقب کرتے ہیں	118
126	حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت	119
126	وحشی چھری لے کر کلیجہ نکالتا ہے	120
127	ہند کیلئے ہدیہ	121
128	ہند، جد حمزہ رضی اللہ عنہ پر	122
129	ہند کے گلے کا ہار	123
129	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی بھی صفیہ رضی اللہ عنہا میت حمزہ رضی اللہ عنہ پر	124
131	اتھارہویں فصل	125
131	دعاء از مفتی شافعیہ سید جعفر بن حسن بن عبد الکریم برزنجی	126
133	انیسویں فصل	127
133	مناجات از مولف	128



(نصاب بنا)

الحاج میاں محمد حنیف صاحب

(مدینہ گروپ آف انڈسٹریز)

خادم آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف



پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من كان نبيا و آدم
بين الماء والطين وعلى آله الطيبين الطاهرين خصوصا على سيدنا
حمزة بن عبدالمطلب اسد الله ورسوله خاتم النبيين۔
اما بعد!

وقت کی رنگینیاں بھی عجیب ہیں اور حوادثِ دہر عجیب تر ہیں۔ کتنی کتنی عظیم ہستیاں
منصہ شہود پر جلوہ نما ہوئیں۔ چند دن ضیا پاشیاں کیں اپنا اپنا کردار ادا کیا اور نہاں خانوں میں
چلی گئیں۔

ان میں سے بعض کا ذکر مرویاتِ عام کے ساتھ ساتھ مٹا چلا گیا جبکہ بعض ایسی ہستیاں
ہیں کہ جن کا ذکر آئے روز بامِ عروج کو چھوٹا جا رہا ہے ان کے فضائل و مناقب، ان کی جاں
نثاریاں، ان کی خدمات اور وفاداریاں عیاں ہوتی جا رہی ہیں۔

انہی عظیم ہستیوں میں سے ایک ہستی سید الشہداء اسد اللہ ورسولہ حضرت سیدنا امیر حمزہ
رضی اللہ عنہ کی بھی ہے۔ جیسے جیسے وقت بیت رہا ہے ان کا ذکر خیر عام ہوتا جا رہا ہے۔ اسی ذکر خیر کا
فیض حاصل کرنے کیلئے میں نے بھی کوشش کی۔

میری خوش نصیبی اور خوش بختی ہے کہ میں نے اس بار گراں کو اٹھانے کی ہمت کی ہے
اور یہ فقط اللہ تعالیٰ کا فضل اور رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کرم ہوگی کہ میں کما حقہ اس فریضہ کو
پایہ تکمیل تک پہنچاؤں اور جو خامی رہ جائے تو وہ فقط میری کم علمی و کم فہمی کی بنا پر ہوگی۔

محترم بھائی قاری محمد اصغر نورانی صاحب مدظلہ العالی کو سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے از حد عقیدت و محبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مسجد تعمیر کروائی تو اس کا نام مسجد امیر حمزہ رضی اللہ عنہ رکھا۔ مدرسہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے نام پر بنایا۔ پہلے فارغ التحصیل طالب علم کو امیر حمزہ کا نام دیا۔ اپنے بیٹے کا نام بھی امیر حمزہ رکھا۔ گویا یہ چاہتے ہیں کہ آتے جاتے، اٹھتے بیٹھتے آپ رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی کا نون کو سنائی دے اور زبان پر جاری رہے۔

اسی عقیدت و محبت کی ایک کڑی یہ تالیف ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر مشتمل قدرے مفصل کتاب لکھوں۔ ان کے حکم کی تعمیل اور رضائے خدائے تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے حصول کیلئے قلم و قرطاس کا ملن کروایا۔ از حد کوشش کروں گا کہ محبان امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی تشنگی کا سامان ہو۔ اللہ رب العزت مدد فرمائے آمین!

فقط

والسلام
عابد عمران انجم



پہلی فصل:ابتدائی حالاتنام:

آپ رضی اللہ عنہ، کا نام نامی اسم گرامی حمزہ رضی اللہ عنہ ہے۔

کنیت:

کنیت کے لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ، کو ابو یعلیٰ اور ابوعمارہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔

القاب:

آپ کے القاب میں سے زیادہ مشہور لقب سید الشہداء ہے جبکہ آپ کے القاب میں سے ”اسد اللہ“ اور ”اسد الرسول“ بھی ہیں۔

سلسلہ نسب:

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے۔ حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق:

- 1- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔
- 2- آپ رضی اللہ عنہ، کی والدہ ہالہ بنت وہب رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کی چچا زاد بہن تھیں۔ اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کالہ زاد بھائی تھے۔
- 3- آپ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ کیونکہ ابو لہب کی لونڈی حضرت ثویبہ نے آپ دونوں کو دودھ پلایا تھا۔

پیدائش و مقام پیدائش:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، مکتہ المکرمہ میں پیدا ہوئے۔ سن ولادت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض ارباب سیر نے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال بڑے تھے۔ جبکہ بعض نے کہا ہے کہ چار سال بڑے تھے۔ بہر حال ابن سعد کے بیان کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ چار سال بڑے تھے۔ اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ کا سن پیدائش ۵۶ء بنتا ہے۔

رضاعت:

بڑھنت تجرا کہتی ہیں: رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہل ثویبہ نے اپنے ایک لڑکے کے ساتھ دودھ پلایا جسے ”مسروح“ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ واقعہ حضرت حلیمہ کی آمد سے پہلے کا ہے ثویبہ نے اس سے پہلے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا اور اس کے بعد ابوسلمہ بن عبد الاسد الحضرومی کو دودھ پلایا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، میرے رضاعی بھائی ہیں۔“

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی تھے۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ رضی اللہ عنہ کو ایک عربیہ نے دودھ پلایا تھا۔ قبیلہ بنی بکر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانے کا انتظام تھا۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ کے پاس تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، کی والدہ نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کو (نکاح) کا پیغام کیوں نہیں دیتے؟ تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”رضاعت کی حیثیت سے حمزہ رضی اللہ عنہ میرے بھائی ہیں۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، کی بیٹی کیلئے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی گئی۔ تو ارشاد فرمایا:

”وہ مجھ پر حلال نہیں ہے۔ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ جو نہا حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔“

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کی نسبت رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اور ان کے حسن و جمال کا تذکرہ بھی کیا۔ تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”از روئے رضاعت وہ میرے بھائی کی لڑکی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا! اللہ تعالیٰ نے جو نہا حرام کیا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔“

محمد بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو صالح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے سنا کہ وہ فرماتے تھے۔ میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حمزہ رضی اللہ عنہ، کی لڑکی کی بابت تذکرہ کیا۔ تو فرمایا:

”وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔“

مشاغلِ حیات:

آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن کے حالات اور ابتدائی مشاغلِ زندگی کے متعلق صرف اتنا ہی پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو شعر و شاعری سے شغف تھا۔ علاوہ ازیں شمشیر زنی، تیر اندازی اور پہلوانی کا بچپن ہی سے شوق تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ آزاد فطرت آدمی تھے۔ سیر و سیاحت کرنا، شکار کرنا اور جنگلوں میں گھومنا پھرنا آپ کا من پسند مشغلہ تھا۔

گویا عربوں کے ریت و رواج کے مطابق آپ نے مروجہ مشاغل ہی اپنائے۔ اور زندگی کا بڑا حصہ انہی مشاغل میں بسر فرمایا۔

حلیہ مبارک:

از حد حسین و جمیل، بہت خوبصورت پیشانی، درمیانہ قد، چھریا بدن، گول بازو اور

کلائیاں چوڑی تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی آواز گرجدار اور بارعت تھی۔ رنگ سرخ و سفید تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اگرچہ اتنے نومند نہیں تھے لیکن شجاعت اور عزم و استقلال کے پیکر مجسم تھے۔



دوسری فصل:

واقعہ قبول اسلام

اسلام کا نور تاباں آہستہ آہستہ سلیم الفطرت لوگوں کے قلوب و اذہان کو منور کرتا جا رہا تھا۔ اسلام نے اپنے فطری حسن و جمال سے بڑی بڑی جلیل القدر اور نادر روزگار ہستیوں کو اپنا گردیدہ بنا لیا تھا۔ ہر روز کوئی نہ کوئی عظیم شخصیت اسلام قبول کر کے اس کی قوت میں اضافہ کا سبب بن رہی تھی۔ اسلام کے خلاف اگرچہ مشرکین مکہ کا اجتماعی رد عمل ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ لیکن انکا دکا ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے رہتے جس سے اس بغض و عداوت کا اظہار ہوتا رہتا جو اسلام کے بارے میں ان کے دلوں میں سلگ رہا تھا۔ بے سہارا اور بے آسرا لوگ جو دین حق کو قبول کرتے ان پر ظلم و ستم توڑنے میں کفار قطعاً تامل نہ کرتے۔ یہاں تک کہ ان میں سے جو زیادہ شقی القلب تھے۔ انہوں نے محبوب رب العالمین ﷺ پر بھی دست تعدی دراز کرنا شروع کر دیا۔

ایک روز رحمت عالم ﷺ صفا کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے۔ ابو جہل کا ادھر سے گزر ہوا۔ حضور سرور کائنات کو دیکھا تو اس کے سینے میں بغض و عناد کا جولا واسلگ رہا تھا وہ پھٹ پڑا۔ اس نے سب و شتم کے تیر برسانے شروع کر دیئے حلم و وقار کے اس کوہ گراں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس بے اعتنائی پر ابو جہل کا غصہ اور تیز ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا۔ اس نے اس سے مارنا شروع کیا پے در پے ضربوں سے جسم نازک و اطہر سے خون رسنے لگا۔ لیکن اس بیکر صبر و رضا نے صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا اور افسانہ کی۔ دل کا غبار نکال کر ابو جہل اتراتا ہوا اپنے مداحوں کی اس محفل میں جا بیٹھا جو حرم میں اس کے قبیلے والوں نے منعقد کی ہوئی تھی۔

اس کے چلے جانے کے بعد رحمت عالم ﷺ بھی خاموشی سے اپنے گھر تشریف لے گئے۔ عبد اللہ بن جدعان کا گھر کوہ صفا کے قریب تھا۔ اس کی ایک لونڈی نے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس روز جنگل میں شکار کیلئے گئے ہوئے تھے۔

جیاشت کے وقت ایک کامیاب شکاری کی طرح شاداں و فرحاں واپس آرہے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ شکار سے واپسی پر پہلے حرم شریف میں حاضری دیتے۔ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے پھر حرم میں رؤساء قریش نے اپنی اپنی محفلیں جہاں جمارکھی ہوتیں وہاں جاتے۔ سب سے علیک سلیم کرتے۔ مزاج پرسی کرتے تب گھر واپس جاتے۔ اس روز بھی اسی ارادہ سے وہ حرم شریف کی طرف جارہے تھے کہ کوہ صفا کے پاس سے گزر ہوا۔ عبد اللہ بن جدعان کی جس کنیز نے ابو جہل کی تعدی کا دلخراش منظر دیکھا تھا۔ وہ ان کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور کہا:

یا ابا عمارۃ لورایت مالقی ابن اخیک محمد من ابی الحکم انفأ وجدہ

ههنا فاذا هفتتمہ و بلغ منه مایکرہ ثم انصرف عنه ولم یکتلمہ

”اے ابو عمارہ! آج تیرے بھتیجے کے ساتھ ابو جہل نے یہ وحشیانہ سلوک کیا ہے

پہلے گالیاں دیتا رہا۔ جب حضور نے خاموشی اختیار کئے رکھی پھر مار مار کر لہو

لہان کر دیا۔“

یہ سن کر حضرت حمزہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ غصہ سے آگ بگولہ ہو کر ابو جہل کی تلاش میں آگے بڑھے۔ آج ان کی کیفیت ہی نرالی ہے نہ کسی سے پرسش احوال کر رہے ہیں نہ کسی محفل میں کھڑے ہو کر سلام کہہ رہے ہیں ابو جہل کی تلاش میں سیدھے آگے بڑھے چلے جاتے ہیں۔ آخر کار آپ کی نظر ابو جہل پر پڑ گئی جو اپنے اہل قبیلہ کی محفل میں بڑی تمکنت سے بیٹھا ہے۔ لوگ سراپا ادب بن کر اس کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔ آپ اس کے مجمع میں گھس گئے اپنی کمان سے اس مردود کے سر پر پے در پے ضربیں لگائیں کہ خون کا فوارہ پھوٹ نکلا اور غصے سے گر جتے ہوئے کہا:

أشتتمہ و أنا علی دینہ

”اے ابو جہل! تیری یہ مجال کہ تو میرے بھتیجے کو گالیاں نکالے حالانکہ میں نے

اس کا دین قبول کر لیا ہے۔ اگر تجھ میں ہمت ہے تو آ اور مجھے روک کر دیکھ۔“

بنو مخزوم قبیلہ کے لوگ اپنے سردار کی اس رسوائی پر سیخ پا ہو گئے اٹھے کہ حمزہ سے اس کا بدلہ لیں۔ ابو جہل بڑا کانٹا نہیں تھا وہ جانتا تھا کہ حمزہ جیسے شیر دل کا مقابلہ ان لومڑیوں سے نہیں

ہو سکے گا خواہ مخواہ کئی جانیں ضائع ہوں گی۔ لہذا اپنے قبیلے والوں کو کہا کہ

دعوا اباعمارۃ فأتی واللہ قد سببت ابن اخیه سبا قبیحہ
 ”ابو عمارہ کو کچھ نہ کہو۔ بخدا غلطی میری ہے کہ میں نے اس کے بھتیجے سے
 بدکلامی کی ہے۔“

رشتہ داری کے جوش میں یہ سب کچھ ہو گیا۔ ابو جہل سے اپنے پیارے بھتیجے کا انتقام
 بھی لے لیا اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان بھی کر دیا لیکن جب گھر واپس آئے تو نفسِ امارہ
 نے ملامت کرنا شروع کر دی کہ اے حمزہ! تو نے یہ کیا کیا۔ فرطِ غضب میں تو اتنا دور چلا گیا
 کہ اپنے آباؤ اجداد کے عقیدے کو بغیر سوچے سمجھے ترک کر دیا اور ایک نئے دین کو قبول
 کرنے کا اعلان کر دیا۔ تو نے جلد بازی میں بڑا غلط فیصلہ کیا ہے۔ حمزہ گو گلو کے عالم میں
 ہیں۔ انہیں کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ وہ کیا کر بیٹھے ہیں۔ انہیں یہ بات اپنی شان کے سراسر
 خلاف معلوم ہوئی کہ انہوں نے ایک ایسے دین کو قبول کر لیا ہے جس کے بارے میں انہوں
 نے پوری طرح غور و خوض ہی نہیں کیا۔ ساری رات بڑے قلق و اضطراب میں گزری۔ ایسی
 پریشان رات انہوں نے آج تک نہیں گزاری تھی اور ایسے ذہنی کرب سے انہیں کبھی پالا نہیں
 پڑا تھا۔ جب صبح ہوئی تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے عرض کی۔

یا ابن اخی اتی قد وقعت فی امر لا اعرف المخرج منه و اقامة مثلی
 علی مالا ادری ماہو۔ ارشدام۔ ہو غی شدید و حدثنی وقد اشتہیت
 یا ابن اخی ان تحدثنی۔

”اے میرے بھتیجے! میں ایک ایسی مشکل میں گرفتار ہو گیا ہوں جس سے نکلنے کا
 راستہ میں نہیں جانتا۔ اور ایسی بات پر قائم رہنا بڑا مشکل ہے جس کے بارے
 میں مجھے یہ علم نہیں کہ یہ ہدایت ہے یا گمراہی۔ اس لئے مجھے اس بارے میں کچھ
 بتائیے۔ میرے بھتیجے! میری خواہش ہے کہ آپ اس سلسلہ میں گفتگو کریں۔“

عقل و دل و نگاہ کے مرشدِ کامل نے حمزہ کے بے تاب دل پر توجہ فرمائی اور بڑے دلنشین
 انداز میں اسلام کی صداقت و حقانیت کے بارے میں چند ارشاد فرمائے ”ویسز تمھم“ کی شان

والے نبی کی نگاہ التفات کی دیر تھی کہ سارے حجابات اٹھ گئے ساری ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ شک و شبہ کا غبار چھٹ گیا۔ دل کی دنیا نور ایمان سے جگمگ جگمگ کرنے لگی۔ اور عرض کی:

اشهد انک لصادق۔

”میں دل کی گہرائیوں سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں۔“

فاظھر یا ابن اخی دینک فواللہ ما احب ان لی ما اظلتہ السماء و اتی علی دینی الاول۔

”اے میرے بھائی کے فرزند! آپ اپنے دین کا اظہار فرماتے رہے بخدا! میں اس بات کو ہرگز نہیں پسند کرتا کہ مجھے ہر وہ نعمت دے دی جائے جس پر آسمان سایہ فگن ہے تاکہ میں اپنے پہلے دین کی طرف لوٹ جاؤں۔“

آپ کے ایمان لانے سے عالم کفر پر ایک رعب طاری ہو گیا بے آسرا مسلمانوں پر ان کی ستم رانیوں میں بڑی حد تک کمی آگئی۔ آپ کے اشعار جو آپ نے اپنے ایمان لانے کی خوشی میں بطور حمد و شکر کہے ہیں۔ آپ بھی انہیں پڑھئے اور لطف اٹھائیے۔

حمدت اللہ حین ہدی فوادی

الی الاسلام و الدین الحنیف

میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جب اس نے میرے دل کو ہدایت دی اسلام قبول کرنے کیلئے جو دین حنیف ہے۔

لددین جاء من رب عزیز

خیر بالعبادہم لطیف

وہ دین جو اس رب تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے جو کہ عزت والا ہے اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور ان کے ساتھ لطف و احسان فرمانے والا ہے۔

اذا تلیت رسائلہ علینا

تحتدر دمع ذی اللب الحصیف

جب اس کے پیغاموں کی ہم پر تلاوت کی جاتی ہے تو ہر عقلمند اور زیرک انسان کے

آنسو پکٹنے لگتے ہیں۔

رسائل جاء احمد من هذا
بآيات ميّنة الحروف
یہ ایسے پیغامات ہیں جو احمد بختی لے کر آئے ہیں ایسی آیات کے ساتھ جن کے حروف
روشن ہیں۔

و احمد مصطفىٰ فينا مطاع
فلا تغسوه بالقول الضعيف
احمد مصطفیٰ وہ ہیں جن کی ہم میں اطاعت کی جاتی ہے کوئی کمزور قول اور قتل و فہم سے
گری ہوئی کوئی بات ان کا گھیراؤ نہیں کرتی۔
مشہور سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنی سیرت کی کتاب ”رحمۃ
للعالمین“ میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی ایک اور وجہ تحریر فرمائی ہے جو
بہت ایمان افروز ہے لکھتے ہیں۔

قرابت کے جوش میں حمزہ، ابو جہل کے پاس پہنچے اور اس کے سر پر اس زور سے کمان
کھینچ ماری کہ وہ زخمی ہو گیا۔ حمزہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا بھتیجے! تم یہ سن کر خوش
ہو گے کہ میں نے ابو جہل سے تمہارا بدلہ لے لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”چچا میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا ہاں! تم مسلمان ہو جاؤ تو مجھے بڑی
خوشی ہوگی۔“

حضرت حمزہ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ (خیاء النبی، از پیر محمد کرم شاہ، ۱۱ از ہری، جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

آپ رضی اللہ عنہ کب ایمان لائے؟

اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اعلان نبوت کے پانچویں
سال ایمان لائے بعض کے نزدیک اعلان نبوت کے چھٹے سال، لیکن علماء محققین کی تحقیق یہ
ہے کہ آپ اعلان نبوت کے دوسرے سال مشرف باسلام ہوئے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر جو کہ
فقہ رجال کے امام ہیں تحریر فرماتے ہیں۔

و اسلم فی السنۃ الثانیۃ من البعثۃ و لازم نصر رسول اللہ ﷺ
و ہاجر معہ

”آپ بعثت کے دوسرے سال ایمان لائے۔ دم واپس تک رسول نبی کریم
ﷺ کی نصرت پر کمر بستہ رہے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔“

اسلم فی السنۃ الثانیۃ من المبعث

”آپ نبوت کے دوسرے سال مشرف باسلام ہوئے۔“

انہوں نے سن چھ نبوی کا قول بھی لکھا ہے۔ لیکن ”قیل“ کے ساتھ جو کہ ضعف پر
دلالت کرتا ہے۔ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

اسلم فی السنۃ الثانیۃ من المبعث

”آپ بعثت کے دوسرے سال ایمان لائے۔“

علامہ احمد بن زین دحان ”السیرۃ النبویۃ“ میں لکھتے ہیں:

کان اسلام حمزۃ رضی اللہ عنہ فی السنۃ الثانیۃ من النبوة علی الصحیح و
قیل فی السنۃ السادسة

”صحیح قول یہ ہے کہ حضرت حمزہ نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے اور بعض
نے چھ سال لکھا ہے۔“

فضلیۃ الشیخ محمد الصادق العرجون اپنی سیرت کی کتاب میں رقمطراز ہیں۔

فقد جذبت الی ساحتها فی السنۃ الثانیۃ من بدء وحی الرسالة کما قطع
الحافظ ابن حجر بہ فی الاصابة و صد بہ ابو عمر بن عبد البر فی
الاستیعاب و تبعهما القسطلانی فی المواہب اعزفت فی قریش و اشد
شکیمۃ اسد اللہ و اسد رسولہ سید الشهداء مرعبل کتائب الشرک و
الوثنیۃ فی بدر و رافع رایۃ الاسلام و التوحید الفارس المعلم ابو عمارۃ
حمزہ بن عبد المطلب عم رسول اللہ ﷺ و اخوہ من الرضاع و ابن
خالته نسیا و منزلة فاصمہ ہالۃ بنت وھیب بن عبد مناف بن زھرا

ابنہ عمّ آمنۃ بنت وہب بن عبد مناف امّ سید الخلق محمد ﷺ۔
 ”دعوت اسلام نے وحی رسالت کے آغاز میں دوسرے سال اپنی آغوش میں
 قریش کے معزز ترین جوان، بڑے طاقتور، اللہ اور اس کے رسول کے شیر،
 سارے شہیدوں کے سردار، میدان بدر میں شرک اور بت پرستی کے لشکروں کو
 تہس نہس کر دینے والے، اسلام اور توحید کے پرچم بلند کرنے والے مشہور
 شہسوار ابوعمارہ حمزہ بن عبدالمطلب کو کھینچ لیا۔“

علامہ ابن حجر کی یہی قطعی رائے ہے۔ علامہ ابن عبد البر نے استیعاب میں اور علامہ
 قسطلانی نے ”مواہب“ میں اسی قول کو ترجیح دی۔ حضرت حمزہ رسول کریم ﷺ کے چچا بھی
 تھے اور رضاعی بھائی بھی تھے اور نسب کے اعتبار سے خالہ کے بیٹے بھی تھے کیونکہ آپ ﷺ
 کی والدہ ہالہ ”وہیب“ کی بیٹی تھیں جو حضرت آمنہ جو رسول نبی کریم ﷺ کی والدہ تھیں کے
 والد ”وہب“ کے بھائی تھے۔



سن کر باہر تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اس خوشی میں لوگوں نے اتنا زور دار نعرہ بلند کیا کہ جسے تمام وادی مکہ والوں نے سنا۔

میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ تو میں نے عرض کی کہ پھر کس وجہ سے چھپنا۔ ہم سب دو صفوں میں باہر نکلے۔ ایک صف کے آگے آگے میں تھا جبکہ دوسری صف کے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ چلتے چلتے ہم مسجد بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو قریش نے میری طرف اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف غور سے دیکھا تو انہیں شدید دکھ اور صدمہ پہنچا۔ اس دن رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام ”فاروق“ رکھا۔

ابو یعلیٰ، حاکم اور بیہقی نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ، سے یہی روایت نقل کی ہے۔ البتہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خوشخبری سنانے کا ذکر ہے۔ اور یہ کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے تو اسلام قبول کر لے گا ورنہ اسے قتل کرنا مجھ پر آسان ہے..... الخ

شعب ابی طالب میں محصوری:

سے بعد بعثت میں مشرکین مکہ نے بنو ہاشم اور بنو المطلب کا بایکاٹ کر دیا۔ لہذا ان سب کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا شعب ابی طالب میں انہوں نے عرصہ تین سال گزارے۔ اور یہ دور اس لحاظ سے بہت یادگار ہے کہ حضور سرور کائنات کو اپنے خاندان والوں کو تبلیغ دین کرنے کا موقع میسر آیا لیکن اس لحاظ سے یہ عرصہ غم و اندوہ سے بھرپور تھا کہ لوگوں کے پاس کھانے پینے کو کچھ میسر نہ تھا درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر پیٹ کی آگ بجھائی جاتی تھی کہ جوتیوں کے چمڑے پانی میں بھگو کر کھائے جاتے رہے۔ اس ابتلاء و آزمائش کے دور میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی محصوری کے زہرہ گداز مصائب و آلام جھیلتے رہے۔

مواخات:

علامہ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ المکرمہ میں اپنے محبوب و جاں نثار آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسلامی بھائی بنادیا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے اس قدر لگاؤ اور محبت ہو گئی تھی کہ جب بھی آپ مکہ سے باہر تشریف لے جاتے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ہی ہر قسم کی وصیت فرماتے تھے۔

ہجرت:

۱۳۔ بعد بعثت میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اکثر دوسرے صحابہ کے ساتھ حضور سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن خنیسہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام فرمایا۔ لیکن علامہ واقدی لکھتے ہیں کہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ صاحب رحل رسول اللہ حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے تھے۔ کچھ ہی عرصہ بعد رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ منورہ تشریف لے آئے یوں مدنی دور کا آغاز ہوا۔



چوتھی فصل:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھنا

ابن سعد اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔“

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”چچا جان! آپ میں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں ہے۔“

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ درست ہے۔ بہر حال ان کو مجھے دکھائیے ضرور۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”بیٹھ جائیے۔“ لہذا آپ بیٹھ گئے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اس لکڑی پر اترے جو کہ کعبہ میں نصب تھی اور مشرکین طواف کے وقت اس پر کپڑے ڈالا کرتے تھے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”چچا جان! اپنی نگاہیں اوپر اٹھائیے۔“

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ ان کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کی مانند ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ بیہوش ہو گئے۔



پانچویں فصل:

سرایا و غزوات جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شرکت فرمائی

1- سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

ابن سعد نے طبقات الکبریٰ میں نقل کیا ہے کہ۔ سب سے پہلی مہم ہجرت کے سات ماہ بعد رمضان المبارک میں بھیجی گئی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کا امیر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ اور اپنے دست مبارک سے ان کا پرچم باندھا۔ یہ پرچم سفید کپڑے کا تھا اور علم بردار ابو مرثد کنانہ بن حصین غنوی کو مقرر کیا گیا۔

اس لشکر کی تعداد میں افراد پر مشتمل تھی جو کہ تمام کے تمام مہاجرین تھے۔ غزوہ بدر سے پہلے تمام مہمات میں صرف مہاجرین کو بھیجا جاتا تھا کیونکہ انصار سے مدینہ منورہ کے دفاع کا معاہدہ مہاجرین نے کیا تھا۔ بعد ازاں غزوہ بدر کے موقع پر انصار کے نمائندہ نے ہر مقام اور ہر حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا اعلان کیا۔ تو مہاجرین کی تخصیص ختم کر دی گئی۔ اس مہم کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ۔ شام سے واپس مکہ جا رہا ہے۔ اس قافلے پر چھاپ مارنے کیلئے دستہ روانہ کیا گیا۔

قریش کے اس قافلے کا امیر ابو جہل تھا اور قافلے کی حفاظت پر تین سو محافظ مقرر تھے۔ جب وہ قافلہ ”العیص“ کی سمت سے سیف البحر کے قریب پہنچا تو دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے۔ اور فریقین نے جنگ کیلئے صفیں درست کرنی شروع کر دیں۔ جنگ شروع ہونے ہی والی تھی کہ قبیلہ جہینہ کے سردار مجدی بن عمرو الجہنی نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے جنگ روکنے کی کوشش شروع کر دی۔ چونکہ اس کے دونوں فریقوں سے دوستانہ تعلقات تھے اس لئے فریقین نے جنگ نہ کرنے کی اس کی تجویز منظور کر لی۔ یوں ابو جہل اپنے آدمیوں اور قافلہ کو لے کر مکہ مکرمہ چلا گیا اور مہاجرین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

واپس آ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام حالات عرض کئے اور ساتھ ہی مجدی کی کوششوں کو بھی سراہا۔ چند دن بعد قبیلہ جہینہ کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خوب خاطر تواضع کی۔ اور انہیں نئی خلعتوں سے نوازا اور مجدی کے متعلق فرمایا:

انه ميمون النقيبة مبارك الامر

”کہ مجدی مبارک خصلتوں والا اور بابرکت شخص ہے۔“

2- غزوۃ ابواء:

ہجرت کے بارہ ماہ بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر میں مقام ابواء کی طرف پہلا سفر جہاد فرمایا۔ اس لشکر کا علم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سونپا گیا۔ اس غزوہ کو غزوۃ وذان کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ”فرع“ ایک ضلع ہے جو بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے۔ اس میں یہ دونوں شہر آباد ہیں۔ اور ان کے درمیان چھ یا آٹھ میل کا فاصلہ ہے۔

اس غزوہ کا سبب اور مقصد بھی قریش مکہ کے تجارتی قافلے پر چھاپہ مارنا تھا۔ حضور سرور کائنات نے مدینہ منورہ میں حضرت سعد بن عبادہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اس لشکر میں بھی مہاجرین شامل تھے۔ جب یہ لشکر ابواء کے مقام پر پہنچا تو وہ قافلہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس غزوہ میں قافلے پر تو قبضہ نہ ہو سکا۔ لیکن ایک اور اہم کام یہ ہوا کہ اس علاقہ کے قبیلے بنو ضمرہ سے دوستی کا معاہدہ طے پا گیا۔ وہ معاہدہ درج ذیل ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتاب من محمد رسول الله لبنى ضمرة بأنهم آمنون على اموالهم و انفسهم و ان لهم النصرة على من رامهم الا ان يحاربوا في دين الله ما بل بحر صوفة و ان النبي ﷺ اذا دعاهم لنصرة اجابوه عليهم بذلك ذمة الله و ذمة رسوله و لهم النصر على من يرميهم و اتقى

”اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ یہ تحریر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف سے بنی ضمیرہ کیلئے لکھی گئی ہے۔ یعنی وہ امن سے رہیں گے ان کی جان و مال کو امن ہوگا۔ اور جو آدمی ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کرے گا انہیں اس کے مقابلہ میں مدد دی جائے گی سوائے اس کے کہ وہ اللہ کے دین میں لڑائی کرے۔

یہ معاہدہ باقی رہے گا جب تک سمندر کا پانی اون کو گیلا کرتا رہے گا نبی کریم ﷺ جب اپنی مدد کیلئے ان کو دعوت دیں گے تو وہ اس دعوت پر لبیک کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس بات کا ذمہ دار ہے اور ان کی مدد کی جائے گی جو ان پر حملہ کرے گا اس کے خلاف خواہ وہ نیک اور متقی ہو۔

3- غزوہ ذی العشر:

حضور سرور کائنات ﷺ کو اطلاع ملی کہ اہل مکہ کا ایک تجارتی کارواں شام جا رہا ہے۔ تمام اہل مکہ مرد و زن نے اس میں بڑھ چڑھ کر سرمایہ کاری کی ہے۔ یہ قافلہ اتنا بڑا تھا کہ ابوسفیان جو اس قافلے کا سردار تھا۔ اس کا قول ہے۔

و اللہ ما بمکّة من قرشی و قرشیة لها نسی و صاعدا الا بعث به معنل
”بخدا! مکہ میں کوئی قریشی مرد اور کوئی قریشی عورت ایسی نہیں تھی جس کے پاس
کچھ سرمایہ نہ ہو اور اس نے اس قافلہ میں نہ لگایا ہو۔“
علامہ حلبی اس بارے میں لکھتے ہیں۔

ان قریشا جمعت جميع اموالها في تلك العير لم يبق بمکّة لا قرشی
ولا قرشیة له مثقال فصاعدا الا بعث به في تلك العير۔
”قریش نے اپنے تمام اموال اس قافلے میں لگا دیے۔ مکہ میں کوئی قریشی
مرد اور عورت جس کے پاس مثقال برابر سونا تھا ایسا نہ رہا جس نے اسے اس
قافلہ میں تجارت کیلئے نہ لگایا ہو۔“
مؤرخین نے لکھا ہے کہ

اس تجارتی قافلے میں پچاس ہزار سنہری اشرفیوں کی سرمایہ کاری کی گئی تھی۔ اور اس
وقت کے حالات کے پیش نظر اتنی سرمایہ کاری بڑی حیرت انگیز بات ہے۔

اس قافلہ کے تیار کرنے کا سبب اور مقصد یہ تھا کہ اہل مکہ، مدینہ پر چڑھائی کی تیاری کر رہے تھے۔ اور انہوں نے ایسا کرنے کی برملا دھمکیاں عبداللہ بن ابی اور خود مسلمانوں کو دی تھیں۔ یہ تیاریاں علی الاعلان وسیع پیمانے پر ہو رہی تھیں۔ اور ایسی تیاریوں کیلئے چونکہ سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے اسی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے انہوں نے یہ فقید المثل تجارتی قافلہ تیار کیا تاکہ اس کی آمدنی سے متوقع حملہ کے اخراجات پورے کر سکیں۔

حضور سرور کائنات ﷺ اس قافلہ کو ہراساں کرنے کیلئے اپنے فیڑھ سرفقہاء کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ اس وقت سواری کیلئے صرف تیس اونٹ تھے۔ جن پر تمام باری باری سوار ہوتے تھے۔

ان تمام مجاہدین کا تعلق بھی مہاجرین سے تھا۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے ابوسلمی بن عبدالاسد کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور اس مہم کا پرچم بھی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو عطا کیا گیا۔

آقائے نامدار ﷺ مقام عسیرہ تک اس قافلے کے تعاقب میں تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ قافلہ کچھ روز پہلے نکل گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جمادی الاول کے باقی دن اور جمادی الثانی کے چند روز یہیں قیام فرمایا۔ عسیرہ ایک قلعہ ہے جو کہ ”بیع“ اور ”ذی المروہ“ کے درمیان واقع ہے اسے ذوالعسیرہ بھی پکارا جاتا ہے۔ یہاں عمدہ قسم کی کھجوروں کے باغات ہیں جن کا پھل بہت اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے۔ یہ علاقہ بنو مدلج قبیلہ کا مسکن تھا۔

اگرچہ قافلہ تو مسلمانوں کے وہاں پہنچنے سے کئی روز پہلے نکل گیا تھا۔ لیکن وہاں قیام کے دوران آقائے نامدار نے ایک عظیم سیاسی کامیابی حاصل کر لی۔ بنو مدلج، بنو ضمرہ قبیلے کے حلیف تھے۔ جن شرائط پر بنو ضمرہ سے معاہدہ طے پایا تھا انہی شرائط پر بنو مدلج سے بھی معاہدہ طے پا گیا۔

اس معاہدہ سے مسلمانوں کی پوزیشن کافی مستحکم ہو گئی کیونکہ یہ بھی ممکن تھا کہ بنو مدلج کفار مکہ سے مل کر مسلمانوں پر چڑھائی کر دیتے۔ اور مسلمانوں کی مشکلات میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا تھا۔

اس غزوہ میں آقائے نامدار ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ابوتراب کی کنیت عطا

فرمائی۔

حضور سرور کائنات ﷺ جب اس غزوہ پر روانہ ہوئے تو ”فیفاء الحبار“ پہنچے۔ بطحاء بن الازہر کے مقام پر ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ نماز ادا فرمائی۔ اس جگہ مسجد تعمیر کر دی گئی۔ مزید برآں وہاں حضور سرور کائنات ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا گیا۔

امام ابوالریج الکافی الاندلسی اپنی کتاب الاکتفاء میں لکھتے ہیں کہ چولہے کے وہ پتھر جن پر بانڈی پکائی گئی تھی وہ اب تک جوں کے توں موجود ہیں اور لوگ انہیں جانتے اور پہچانتے ہیں۔

ہائے افسوس! موجودہ نجدی حکومت سے پہلے حجاز مقدس میں تبرکات مقدسہ کا اتنا احترام کیا جاتا تھا کہ وہ چولہے جن پر نبی کریم ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا گیا۔ ان کی لوگ حفاظت کیا کرتے تھے اور انہیں جانتے بھی تھے اور پہچانتے بھی تھے۔

لیکن آج شرک کے مینڈک اتنے عام ہو چکے ہیں کہ چولہے تو رہے ایک طرف، مزارات مقدسہ کے نام و نشان بھی مٹائے جا رہے ہیں۔ ارے! تو حیدراتی کچی نہیں کہ آئینے کی طرح کڑک سے ٹوٹ جائے۔ یہی مزار تو اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ خدا نہ تھے بلکہ خدا کے تخلیق کردہ تھے کہ جنہیں موت آئی اور اب مزارات میں آرام فرما ہیں۔

غزوہ بدر:

مورخین اس معرکہ کو غزوہ بدر الکبریٰ اور غزوہ بدر العظمیٰ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اسے یوم الفرقان کے نام سے پکارا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّقِيهِ الْجَمْعَانِ (۱۱۱) (نحل: ۱۱۱)
 ”اور جسے ہم نے اتارا (محبوب) بندہ پر فیصلہ کے دن جس روز آمنے سامنے ہوئے تھے دونوں لشکر۔“

ایک دوسری آیت مبارکہ میں اسے یوم البطحۃ الکبریٰ بتایا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

یوم نبطش البطشة الكبرى انا منتقمون۔ (الدخان: ۱۶)

”جس روز ہم انہیں پوری شدت سے پکڑیں گے اس روز ہم ان سے بدلہ لے لیں گے۔“

ابوسفیان کی قیادت میں مکہ سے شام جانے والا قافلہ واپس آ رہا تھا۔ جب رسول نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اس قافلے کے تعاقب میں نکلنے کی دعوت دی۔

ہجرت سے انیس ماہ بعد رمضان المبارک کی بارہ تاریخ تھی ہفتہ کا دن تھا حضور نبی کریم ﷺ اپنے تین سو تیرہ یا تین سو پندرہ جاں نثاروں کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ مسلمان لشکر کے پاس سواری کیلئے ایک گھوڑا اور اسی اونٹ تھے۔ باقی مجاہدین پا پیادہ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ سمیت تمام مجاہدین باری باری سوار ہوتے تھے۔

جب کفار مکہ کا قافلہ ارض حجاز میں داخل ہوا تو ابوسفیان نے ہر طرف اپنے جاسوس پھیلا دیئے۔ آخر اسے مسلمان مجاہدین کے آنے کی خبر ملی تو اس نے بنی غفار کے ایک ماہر شتر سوار ضمضم غفاری کو بیس مشقال سونا دے کر قریش مکہ کو اطلاع دینے بھیجا کہ مسلمان اس تجارتی کارواں پر حملہ کرنے کیلئے چل پڑے ہیں اس لئے اس قافلہ کو بچانے کیلئے فوراً پہنچیں۔

ضمضم غفاری کے قریش کو خبر پہنچانے کی دیر تھی کہ تمام قریش مکہ نے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ تمام لوگ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تیاریوں میں حصہ لے رہے تھے۔

تین روز تک یہ لشکر اس سفر پر جانے کی تیاری کرتا رہا جب تیاریاں مکمل ہو گئیں تو انہوں نے عزم سفر کیا۔ قریش مکہ کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ ان کے پاس ایک سو گھوڑے تھے جن پر زرہ پوش سوار تھے۔ جبکہ پیادوں کیلئے زرہیں ان کے علاوہ تھیں۔ اس روز ان کا علمبردار صائب بن یزید تھا اسے اللہ تعالیٰ نے بعد میں نعمت ایمان عطا فرمائی۔ اور ان کی پانچویں پشت میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ جیسی نابغہ روزگار ہستی پیدا ہوئی۔

ادھر ابوسفیان نے معروف راستہ چھوڑ کر مسلمانوں سے بچنے کیلئے غیر معروف راستہ اختیار کر لیا اور جب اسے یہ یقین ہو گیا کہ اب میں مسلمانوں کے حملے سے محفوظ ہوں تو اس

نے ابو جہل کی طرف قاصد بھیجا کہ اب لشکر کی ضرورت نہیں اس لئے تم مکہ واپس لوٹ جاؤ۔ اس وقت بعض لوگ واپس لوٹ گئے جبکہ ابو جہل نے باقی لوگوں کو کسی نہ کسی طرح روکے رکھا۔ پچھلے تمام سرایا وغزوات میں فقط مہاجرین ہی حصہ لیتے آئے تھے لیکن غزوہ بدر میں انصار مدینہ نے بھی اپنی جانیں فی سبیل اللہ قربان کرنے کا وعدہ کیا۔

آخر ۷ رمضان المبارک کو مجاہدین اسلام مقام بدر کے قریب پہنچے۔ خبر رساںوں نے خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آگئے ہیں۔ لہذا حضور نبی کریم ﷺ کو ہیں رک گئے اور فوجیں اتر پڑیں۔ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کی رائے سے چشمے پر قبضہ کر لیا گیا اور باقی کنویں پاٹ دیئے گئے۔

صف آرائی کے بعد کفار کی طرف سے عتبہ، شیبہ اور ولید میدان میں نکلے ان کے مقابلے کیلئے چند انصاری نو جوان آگے بڑھے۔ لیکن عتبہ نے پکار کر کہا کہ محمد ﷺ یا یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں۔ ہمارے مقابل والوں کو بھیجو۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حمزہ، علی، عبیدہ رضی اللہ عنہم یہ تینوں مجاہدین نیز سے ہلاتے ہوئے میدان جنگ میں کود پڑے۔ چونکہ یہ تینوں حضرات خود پہنے ہوئے تھے اس لئے عتبہ انہیں نہ پہچان سکا اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ جب ان تینوں نے اپنے نام و نسب بتائے تو عتبہ نے کہا کہ ہاں! تم معزز مذہم مقابل ہو۔

عتبہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، سے اور ولید حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابل ہوا۔ اور دونوں مجاہدین اسلام نے کفار کی لومڑیوں کو پلک جھپکنے میں تہمتیج کر دیا۔ جبکہ شیبہ جو کہ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کا مقابل تھا اس نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر شیبہ کو بھی جہنم واصل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو کندھوں پر اٹھا کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لے گئے۔

اس غزوہ میں کفار کا پہلا مقتول جسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا وہ اسود مخزومی تھا۔ یہ شخص بہت فتنہ پرور اور بدکار شخص تھا۔ اس نے یہ عہد کیا تھا کہ میں ضرور بضرور مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا۔ جب وہ فاسد نیت سے پانی کے تالاب کی طرف بڑھا تو اسلام کے شاہین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس پر جھپٹے جب ان کا آمنہ سامنا ہوا تو آپ نے

اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کی پنڈلی کاٹ کر رکھ دی وہ پیٹھ کے بل گرا اس کی کئی ہوئی ٹانگ سے خون کا فوارہ بہنے لگا پھر بھی وہ ریگستا ہوا حوض کے قریب پہنچا اس کا ارادہ تھا کہ اس میں گھس کر سارے پانی کو ناقابل استعمال بنا دے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر دوسرا وار کیا اور اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جس طرف جاتے گشتوں کے پشتے لگاتے جاتے۔ جس طرف جاتے صفوں کی صفیں ادھیڑ کر رکھ دیتے حتیٰ کہ خود کفار مکہ نے بعد ازاں اس بات کا اعتراف کیا کہ انہوں نے ہمیں بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

غزوہ بدر کے چیدہ چیدہ واقعات:

- 1- ابو قیس بن الفاکہ ابو جہل کا خاص معین و مددگار تھا اس نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید اذیتیں پہنچائی تھیں۔ یہ لعین جنگ بدر میں اسد اللہ و اسد الرسول سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔
- 2- ابلیس لعین نے سراقہ بن مالک کی شکل میں آکر کفار مکہ کو جنگ پر اکسایا۔
- 3- اللہ رب العزت نے فرشتوں کی صورت میں مسلمانوں کی مدد فرمائی۔
- 4- حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف کو جہنم واصل کیا۔
- 5- دونو عمر انصاری نو جوانوں حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما نے اس امت کے فرعون ابو جہل کو قتل کیا۔ جس وقت ابو جہل قتل ہوا وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

ما نلکم الحرب العوان منی

بازل عامین حدیث سنّی

لمثل هذا ولدنی امی

”یعنی یہ شدید جنگ مجھ سے کیا انتقام لے سکتی ہے میں نو جوان طاقتور اونٹ

ہوں جو اپنے غنچوں ان شباب میں ہے۔ میری ماں نے مجھے ایسی جنگوں کیلئے ہی

جنا ہے۔“

6- عبیدہ بن سعید بن العاص جو خود کو ابو ذات الکرش کہا کرتا تھا اسے حضرت زبیر بن العوام نے قتل کیا۔ اور جس نیزے سے اسے قتل کیا وہ حضور نبی کریم ﷺ اور چاروں خلفاء راشدین کے پاس رہا۔

7- حضرت عکاشہ بن محسن کو حضور نبی کریم ﷺ نے لکڑی عطا کی جو تلواریں بن گئی اور ”العون“ کے نام سے مشہور ہوئی۔

8- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، کی آنکھ کا ڈھیلا حضور نبی کریم ﷺ نے دست شفا پھیر کر ٹھیک کیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

انا ابن الذی سالت علی الخدعینہ

وردت بکف المصطفیٰ ايمارة

”میں اس مجاہد کا بیٹا ہوں جن کی آنکھ ان کے رخسار پر بیٹھ گئی تھی اور مصطفیٰ کریم کی ہتھیلی نے اسے لوٹایا تھا اور یہ لوٹانا کتنا ہی بہترین تھا۔“

9- اسود بن مطلب لعین، حضور نبی کریم ﷺ کو شدید اذیتیں پہنچایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کی اذیتوں سے تنگ آ کر نبی کریم ﷺ نے بازگاہ الہی میں اس کے متعلق عرض کی تھی کہ

بأن يعمى الله بصره ويشكل ولده

”یعنی اللہ تعالیٰ اسے اندھا کر دے اور یہ اپنے بیٹوں کی موت پر روئے۔“

غزوہ بدر میں اس کے دو بیٹے اور ایک پوتا قتل ہوا۔ اس سے پہلے یہ اندھا ہو چکا تھا۔ اور غزوہ بدر میں بیٹوں اور پوتے کی موت پر اس نے ماتم کیا۔ بعد ازاں تمام قریش کے متفقہ فیصلے پر آہ و بکا منع کر دی گئی تو ایک دن اس نے کسی رونے والے کی آواز سن کر اپنے غلام کو دوڑایا کہ جاؤ! دیکھ کر آؤ کہ کیا قریش نے رونے کی اجازت دے دی ہے۔ غلام نے واپس آ کر کہا کہ وہ تو ایک عورت رو رہی ہے جس کا اونٹ گم گیا ہے تو اس نے فی البدیہہ یہ اشعار کہے:

تبکی ان اضلّ لها بعیر

ویمنعها من النوم السہود

”وہ اس بات پر رورہی ہے کہ اس کا اونٹ گم ہو گیا ہے اور بے خوابی اسے سوئے نہیں دیتی۔“

فلاتبکی علی بکر ولکن
علی بدر تقاصرت لحدود
”اے کہو کہ اونٹ پر مت روئے اگر رونا ہے تو سانحہ بدر پر روئے جب ہماری
قسمتوں نے ہمارا ساتھ نہیں دیا تھا۔“

وبغی ان بکیت ابا عقیل
وبکی حارثا اسود الاسود
”اگر رونا ہی چاہتی ہے تو ابو عقیل اور حارث پر روئے جو شیروں کے شیر تھے۔“

وبکیتھم ولا تسمی جمیعا
وما لأبی حکیمۃ من ندید
”ان سب پر روئے لیکن ان سب پر فخر نہ کرے اور ابو حکیمہ کا تو شریک ہی نہیں۔“

الا قد ساد بعدہم رجال
ولولا یوم بدر لم یسود
”اب ایسے لوگ ہمارے سردار بن گئے کہ اگر جنگ بدر کا حادثہ پیش نہ آتا تو وہ
ہرگز سردار نہ بن سکتے۔“

غزوہ بنو قینقاع:

یہ غزوہ ہجرت سے بیس ماہ بعد ماہ شوال میں وقوع پذیر ہوا۔ ان کا محاصرہ شوال کی
پندرہ تاریخ بروز ہفتہ شروع ہوا جو پندرہ روز تک جاری رہا۔

اس غزوہ کا اصل سبب یہ تھا کہ ایک یہودی صراف نے ایک مسلمان عورت سے بد
تمیزی کی تو ایک غیور مسلمان نے اسے قتل کر دیا۔ اس مسلمان کو بہت سے یہودیوں نے مل
کر شہید کر دیا۔

اسی محرک کی بنا پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شوال کے نصف آخر میں محاصرے کیلئے روانہ ہوئے۔ اس لشکر کے علم بردار بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے جن کے ہاتھ میں سفید پرچم لہرا رہا تھا۔ بنو قریظ قبیلہ یہود کے مردوں کی تعداد سات سو تھی ان میں سے تین سوزرہ پوش تھے۔ اور چار سو بغیر زرہ کے تھے۔ ان کے پاس اسلحہ کے بے پناہ ذخائر تھے تلواریں، نیزے اور کمانیں بکثرت تھیں۔

محاصرہ پندرہ روز جاری رہا آخر کار یہودیوں نے آکر درخواست کی کہ انہیں یہاں سے نکل جانے کی اجازت دے دی جائے۔

یوں مدینہ طیبہ سے نکل کر وہ شام کی ایک بستی ”الذرعاۃ“ میں جا کر آباد ہو گئے لیکن کچھ عرصہ بعد وہاں ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔

غزوہ احد:

غزوہ بدر میں قریش کے نامی گرامی رؤساء مقتول ہوئے اور انہیں شکست فاش ہوئی۔ اس شکست کے داغ مٹانے اور اپنے مقتولین کا انتقام لینے کیلئے قریش مکہ نے تجارتی کارواں سے حاصل شدہ تمام نفع جنگی تیاریوں کیلئے وقف کر دیا۔ آخر آتش انتقام خوب بھڑک اٹھی تو شوال ۳ھ میں قریش مکہ غنیمت و غضب کا بادل بن کر مدینہ طیبہ کی طرف بڑھے۔

لشکر کفار کی روانگی:

لشکر کفار تین ہزار جنگجوؤں پر مشتمل تھا۔ ان میں سے سات سوزرہ پوش تھے دو سو گھڑ سوار، تین ہزار اونٹ تھے۔

روساء قریش کی خواتین کی شرکت:

کوئی آدمی میدان جنگ سے بھاگنے کا سوچے اس تصور کو ختم کرنے کیلئے رؤساء قریش نے اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لے لیا۔ جنہوں نے بعد میں اپنے نوجوانوں کے رجزیہ اشعار گا کر حوصلے بڑھائے۔ ان میں سے جن کے نام کتب تاریخ میں محفوظ ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان۔

- جو میدان احد میں لشکر کا قائد تھا اس کا باپ عتبہ جنگ بدر میں قتل کیا گیا تھا۔
- 2- امّ حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ۔
عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی۔
- 3- فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ۔
حارث بن ہشام بن مغیرہ کی بیوی تھی۔
- 4- برزہ بنت مسعود بن عمر بن عمیر الثقفیہ۔
صفوان بن امیہ کی بیوی اور عبداللہ بن صفوان کی ماں تھی۔
- 5- ریطہ بنت مہبہ بن حجاج۔
عمر بن عاص کی بیوی تھی۔
- 6- سلافہ بنت سعد۔
طلحہ بن ابی طلحہ کی بیوی اور کفار کے علمبرداروں مسافع، جلاس اور کلاب کی ماں تھی جو
تینوں کٹ مرے تھے۔
- 7- خنّاس بنت مالک۔
ابوعزیز بن عمیر کی ماں تھی یہ ابوعزیز حضرت مصعب کا بھائی تھا۔
- 8- عمرہ بنت علقمہ۔
بنو حارث قبیلہ کی ایک خاتون۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ سے مشورہ:

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو شہر کے اندر مورچہ بند
ہو جاؤ۔ عورتوں اور بچوں کو مختلف گڑھیوں میں بھیج دو۔ اگر کفار باہر ٹھہرے رہیں گے تو ان کا
یہ ٹھہرنا ان کیلئے بہت تکلیف دہ ہوگا اور اگر انہوں نے شہر کے اندر داخل ہونے کی جرأت کی
تو ہم گلی کوچوں میں ان سے لڑائی کریں گے اور ہم ان گلیوں کے بیچ ختم سے خوب واقف
ہیں ہم ان پر بلند مکانوں اور اونچے ٹیلوں سے پتھراؤ کر کے انہیں پچھاڑ سکیں گے۔
اکابر مہاجرین و انصار کی بھی یہی رائے تھی۔

عبداللہ بن ابی نے اس کی تائید کی۔ لیکن پر جوش نوجوانوں کی ایک جماعت جو کسی وجہ سے بدر میں شریک نہیں ہو سکی تھی جنہیں شرف شہادت حاصل کرنے کا از حد شوق تھا وہ حصول شہادت کے شوق کے باعث اس رائے سے متفق نہ ہو سکے۔ انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! ہمیں لے کر دشمنان حق کے سامنے چلے۔ وہ یہ نہ خیال کریں کہ ہم بزدل ہیں اور گھروں میں سہم کر بیٹھ گئے ہیں۔

عبداللہ بن ابی نے پھر کہا۔ یا رسول اللہ! مدینہ میں ہی رہ کر جنگ لڑیں کیونکہ جب بھی ہم نے شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے ہمیں نقصان اٹھانا پڑا ہے اور جب بھی دشمن نے شہر میں داخل ہو کر ہم سے جنگ کی ہے اسے مُنہ کی کھانی پڑی ہے۔

حضرت حمزہ، سعد بن عبادہ، نعمان بن مالک اور انصار کے چند دیگر نوجوانوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اگر ہم نے ایسا کیا تو کفار یہ سمجھیں گے کہ ہم ان سے ڈر گئے ہیں اور بزدلی کے باعث میدان جنگ میں ان کو لاکار نہیں سکے۔

جذبہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

اسد اللہ و اسد الرسول حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَالَّذِي أَنْزَلَ عِمَّتَ الْكِتَابِ لَا أَطْعَمُ الْيَوْمَ طَعَامًا حَتَّى أَجَالِدَهُمْ

بِسِيفِي خَارِجَ الْمَدِينَةِ

”یعنی اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی کہ میں آج اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینے سے باہر نکل کر میں ان کے ساتھ نبرد آزما نہ ہوں۔“

یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ اس دن بھی آپ روزہ سے تھے اور دوسرے دن بھی آپ نے روزہ رکھا اور اسی روزہ کی حالت میں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

سرورِ کائنات ﷺ کا خواب:

مہاجر کرام سے مشورہ فرمانے سے پہلے جمعۃ المبارک کی رات کو حضور سرور کائنات

ﷺ نے ایک خواب دیکھا۔ صبح کے وقت مشورہ کیلئے صحابہ کرام کو یاد فرمایا۔ جب وہ آگئے تو حضور آقائے نامدار ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا۔ پھر اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔ میں نے ایک گائے کو دیکھا جس کو ذبح کیا گیا۔ میں نے اپنی تلوار کی دھار میں کئی دندانے دیکھے ہیں۔ گائے سے مراد تو میرے وہ اصحاب ہیں جو شہید ہوں گے اور دندانوں سے مراد یہ کہ میرے اہل بیت سے ایک قتل کیا جائے گا۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ کے اندر ڈالا ہے اور میرے نزدیک زرہ سے مراد شہید یہ ہے۔

لشکر غازیان اسلام:

حضور سرور کائنات ﷺ کے ساتھ 1000 ہزار کی جمعیت تھی۔ جب حضور نبی رحمت ﷺ شوط کے مقام پر پہنچے تو رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی یہ کہہ کر اپنے تین سو ساتھیوں کو واپس لے گیا کہ حضور ﷺ نے نادان بچوں کا کہنا مانا اور میرے مشورے کو مسترد کر دیا ہے۔ ہم بلا وجہ اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں کیوں پھینکیں۔ یوں مسلمانوں کے لشکر کی تعداد سات سو رہ گئی ان میں سے 100 مجاہدین زرہ پوش تھے جبکہ پورے لشکر میں فقط دو گھوڑے تھے ان میں سے ایک حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تھا جبکہ دوسرا ابو بردہ بن نیار حارثی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

خواتین قریش کی قسم:

جنگ بدر میں جن عورتوں کے باپ بھائی اور شوہر قتل ہوئے تھے۔ انہوں نے قسم کھالی تھی کہ ہم اپنے رشتہ داروں کے قاتلوں کا خون پی کر ہی دم لیں گی اور ان کے اعضاء کا ہار بنا کر گلوں میں ڈالیں گی۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ہند زوجہ ابوسفیان کے باپ عتبہ اور جبیر بن مطعم کے چچا کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا۔ اسی بنا پر ہند نے وحشی کو جو کہ جبیر بن مطعم کا غلام تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا اور اس سے یہ وعدہ کیا کہ اگر اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو

بدلے میں اسے آزاد کر دیا جائے گا۔

وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا جو بہت کم خطا کرتا تھا اور جسے لگ جاتا تھا اسے زندہ نہ چھوڑتا تھا۔

ہند بنت عتبہ جب بھی وحشی کے پاس آتی تو اسے یہ کہہ کر شکار تی ویدھا یا ابا دسمہ اشف و استشف واہوا! اے ابو دسمہ (وحشی) کوئی ایسا کام کرنا کہ خود بھی شفا پاؤ اور ہمیں بھی شفا دو۔

آغاز جنگ:

کفار کی طرف سے جس نے جنگ کی ابتداء کی وہ ابو عامر تھا۔ وہ اپنے بچاس (50) ہمراہیوں سمیت یثرب سے مکہ چلا گیا تھا تا کہ قریش مکہ کو حضور ﷺ کے خلاف جنگ کرنے کیلئے ابھارے۔ اس نے قریش کو یقین دلایا تھا کہ جب اس کی قوم بنی اوس اسے دیکھے گی تو تمام لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔ جب وہ میدان جنگ میں نکلا تو اسی زعم باطل کے اثر سے اس نے بلند آواز سے کہا:

یا معشر الاؤس انا ابو عامر۔

”اے گروہ اوس! مجھے پہچانا میں ابو عامر ہوں۔“

ادھر سے غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے یہ جواب دیا۔

لا انعم اللہ بک عینا یا فاسق۔

”یعنی اے فاسق! اے بد بخت بد معاش! خدا تیری آنکھوں کو کبھی ٹھنڈا نہ

کرے ہماری آنکھوں سے دور ہو جا۔“

تب کھسیانی بلی کسمبانو سچے کے مصداق اس نے مسلمانوں پر خوب تیر برسائے اور جب تیر ختم ہو گئے لیکن دل کی بھڑاس نہ نکلی تو پتھر اٹھا اٹھا کر پھینکنے لگا۔

اس وقت مکہ کی شریف زادیاں شرم و حیا کی چادر کو پرے پھینک کر دھیس بجا رہی تھیں رقص کر رہی تھیں اور شعر گا گا کر اپنے بہادرروں کے جوش انتقام کی آنچ کو تیز تر کر رہی تھیں۔ پیش پیش ان کے سپہ سالار اعظم ابوسفیان کی بیوی ہند تھی۔ کبھی وہ قبیلہ بنو عبدالدار کے لڑاکوں

کو جوش دلاتی تھی اور کہتی تھی۔

وَبِحَا بُنَى عَبْدِ الدَّارِ

وَبِحَا وَحَمَاةِ الْاَدْبَارِ

”واہ واہ! اے عبدالدار کے بیٹو! واہ واہ! اے پشتوں کی حفاظت کرنے والو!“۔

ضَرْباً بِكُلِّ بَتَّارِ

”ہر کاٹنے والی تیز تلوار سے دشمن پر کاری ضرب لگاتے چلو“۔

اور کبھی یہ اشعار گاکران کی آتش غضب کو تیز تر کرتی تھی۔

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقِ

نَمْشَى عَلَى النَّمَارِقِ

”ہم معزز لوگوں کی بیٹیاں ہیں۔ ہم نرم و گداز قالینوں پر چلتی ہیں“۔

الذَّرَّ فِي الْمَخَانِقِ

وَالْمَسْكَ فِي الْمَفَارِقِ

”موتی ہمارے گلوں میں ہیں اور کستوری ہماری مانگوں میں ہے“۔

إِنْ تَقْبَلُوا نَعَانِقِ

أَوْ تَدْبُرُوا نَفَارِقِ

فِرَاقٌ غَيْرٌ وَامِقِ

”اگر تم آگے بڑھ کر حملہ کرو گے تو ہم تمہیں سینے سے لگائیں گی اور اگر تم پیٹھ

پھيرو گے تو ہم تم سے جدائی اختیار کر لیں گی ایسی جدائی جس پر ہمیں کوئی

افسوس نہیں ہوگا“۔

بعد ازاں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو تلوار عطا فرمائی۔ آپ

رضی اللہ عنہ نے یہ رجز یہ اشعار پڑھے۔

إِنَّا أَلَذَى عَاهِدِنِي خَلِيلِي

وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَى النَّخِيلِ

إلا أقوم الدهر في الكيول

أضرب بسيف الله و الرسول

”میں وہ ہوں جس کے ساتھ میرے خلیل نے یہ اس وقت معاہدہ کیا تھا جب ہم کھجوروں کے پاس دامان کوہ میں تھے کہ میں ساری عمر پچھلی صفوں میں کھڑا نہیں ہوں گا اللہ اور اس کے رسول کی تلوار چلاتا رہوں گا۔“

آپ نے یہ جزیہ اشعار پڑھتے ہوئے کفار کے کشتوں کے پستے لگا دیئے۔ ایک کافر بہت ڈینگیں مار رہا تھا آپ نے اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کا آدھا جسم ایک طرف اور آدھا ایک طرف دھڑام سے گر پڑا۔

ایک مرتبہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کے نیچے ہند زوجہ ابوسفیان آئی تو آپ نے تلوار اس کے سر پر رکھ کر اٹھائی۔ اور جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا۔

كرهت ان اضرب بسيف رسول الله ﷺ امرأة لا ناصر لها

”مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ میں حضور سرور کائنات ﷺ کی تلوار سے ایک

عورت کو قتل کروں اور عورت بھی وہ جس کا کوئی مددگار نہ تھا۔“

اسی اثناء میں کفار کے علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ نے لاکار کر کہا:

هل من مبارز-

”ہے کوئی میرے ساتھ پنجہ آزمائی کرنے والا۔“

شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کافر کی ڈینگیں سن کر اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرتے ہوئے میدان میں نکل آئے۔ شیر خدا نے اسے سنہیلنے کا موقع بھی نہ دیا اور تلوار کا ایک ہی وار کیا۔ جس سے وہ گرا اور اس کا ستر کھل گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ستر کھل جانے کے باعث دوسرا وار نہ کیا لیکن آپ کے ایک ہی وار نے اس کافر کا کام تمام کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شمشیر کی کاٹ:

طلحہ کے جہنم واصل ہو جانے کے بعد اس کا بھائی ابو شیبہ عثمان بن ابی طلحہ آگے بڑھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس پر اپنی شمشیر خراش گاف کا وار کیا تو تلوار اس کے کندھوں کو کاٹتی ہوئی سینے کو چیرتی ہوئی نیچے پار تک نکل گئی اور اس کے جسم کے دو ٹکڑے الگ الگ جا گرے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلوار اس کے ہاتھ نشانے کاٹتی ہوئی کمر تک پہنچ گئی اور اس کا پھینچنا نظر آنے لگا۔

جناب سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے واپس آئے۔

انا ابن ساقی الحجاج

”کہ میں تو حاجیوں کو پانی پلانے والے کا بیٹا ہوں۔“

علاوہ ازیں جب ارطاة بن شرحبیل نے کفار کا علم اٹھا کر لہرایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کیفر کردار تک پہنچایا۔ جبکہ ابن ہشام کے نزدیک اسے بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کی ایک اور جھلک:

جب احد پر فریقین کی صفیں قتال کیلئے مرتب ہو گئیں اور لڑائی شروع ہوئی تو سباع بن عبد العزیٰ یہ کہتے ہوئے میدان میں آیا۔

هل من مبارز۔

”ہے کوئی میرا مقابلہ کرنے والا۔“

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے۔

هلم الی یا ابن مقطعة البظور تحاد الله و رسوله

”اے سباع! اے لڑکیوں کے ختنے کرنے والی عورت کے بیٹے! تو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے۔“

یہ کہہ کر اس پر تلووار کا ایک ہی وار کیا اور ایک ہی وار میں اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

شہادت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ:

جب آپ رضی اللہ عنہ نے سباع کو قتل کیا تو وحشی جو کہ آپ کی طاق میں تھا وہ ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا کیونکہ اس کا مشن صرف سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قتل تھا۔ اور اس بارے میں وحشی خود کہتا ہے کہ جب میں مکہ آیا تو آزاد ہو گیا۔ اور قریش کے ساتھ فقط حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔ قتل و قتال میرا مقصد ہرگز نہ تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد لشکر سے علیحدہ جا کر بیٹھ گیا۔ اس لئے کہ میرا کوئی مقصد نہ تھا۔ میں نے صرف آزاد ہونے کی خاطر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کیلئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی تھی۔

بہر حال جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے سباع بن عبد العزی کو قتل کیا تو وحشی جو کہ ایک پتھر کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اس کے قریب آئے تو وحشی نے اپنا حربہ پھینکا وہ حربہ آپ رضی اللہ عنہ کو ایسا لگا کہ جسم مبارک کو چیرتا ہوا نکل گیا اور دوسری طرف سے اس کا سرا ظاہر ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ چند قدم لڑکھڑا کر چلے اور گر پڑے اس طرح اس عظیم عم الرسول نے شہادت کا جام نوش فرمایا۔

اَنَا لِلّٰهِ وَ اَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بزبان وحشی:

امام بخاری، ابو داؤد الطیالسی اور ابن اسحاق و دیگر اہل تحقیق نے آپ کی شہادت کا واقعہ آپ کے قاتل وحشی کی زبان سے یوں نقل کیا ہے۔ وحشی کا بیان ہے۔

جنگ بدر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے طعیمہ بن عدی کو قتل کیا تھا۔ جب قریش مکہ جنگ احد کیلئے روانہ ہوئے تو میرے مالک جبیر بن مطعم (جو بعد میں مشرف باسلام ہو گئے) نے مجھے کہا کہ اگر تم میرے چچا طعیمہ کے عوض حضور ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔ چنانچہ میں بھی لشکر کفار میں شامل ہو کر روانہ ہوا۔ میں حبشی الاصل تھا اور حربہ مارنے میں

کمال مہارت رکھتا تھا۔ شافو نادری میراوار خطا جاتا تھا جب جنگ شروع ہوئی اور دونوں فرق ایک دوسرے سے مصروف پیکار ہو گئے تو میں صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سرگرمیوں کو تاڑتا رہا۔ آپ ایک مست خاکستری اونٹ کی طرح دندناتے پھرتے تھے۔ جدھر سے گزرتے اپنی تلوار آبدار سے صفوں کو الٹ پلٹ کر رکھ دیتے۔ آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہونے کی کسی میں جرأت نہ تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جو جدھر رخ کرتا ہے لوگ بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہی حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے دل میں کہا میرے مطلوب تو یہی ہیں۔ میں نے ان کو اب پہچان لیا تھا۔ اب میں ان پر ضرب لگانے کی تیاری کرنے لگا۔ کبھی کسی درخت اور کبھی کسی چٹان کی اوٹ میں چھپتا چھپاتا میں ان کے نزدیک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔

اسی اثناء میں سباع بن عبدالعزی الغبشانی سامنے آ نکلا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو اسے لٹکارتے ہوئے کہا۔ ہلمّ الیّ یا ابن مقطعة البظور اے ختنہ کرنے والی کے بیٹے! آمیری طرف دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ تحاذ اللہ و رسول اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتا ہے۔

یہ کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کر دیا اور آن واحد میں اسے موت کی آغوش میں سلا دیا اور اس کے بے جان لاشہ سے زرہ اتارنے کیلئے اس پر بھٹکے۔ میں ایک چٹان کی اوٹ میں تاڑ لگائے چھپ کر بیٹھا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پاؤں پھسلا تو زرہ سرکنے سے آپ کا پیٹ تنگا ہو گیا۔ میں نے اپنے چھوٹے نیزے کو پوری قوت سے اپنی گرفت میں لے کر لہرایا جب مجھے تسلی ہو گئی تو میں نے تاک کروہ نیزا آپ کے شکم پر دے مارا جو ناف کے نیچے سے اندر گھسا اور پار نکل گیا۔ آپ نے غضبناک شیر کی طرح مجھ پر جھپٹنا چاہا لیکن زخم کاری تھا۔ آپ اٹھ نہ سکے۔ میں وہاں سے چلا آیا اور جب آپ کی روح قفس غصری سے پرواز کر گئی تو میں پھر وہاں گیا اور اپنا نیزہ اٹھالایا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش سے ظالمانہ سلوک:

صاحب امتاع نے لکھا ہے کہ

وحشی نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد آپ کا پیٹ چاک کیا آپ کا کلیجہ نکالا اور ہند کے پاس لے آیا اور کہا کہ یہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ ہے۔ اس نے اسے چبایا اور نگلنا چاہا لیکن نگل نہ سکی اور اگل دیا۔

وحشی کو انعام:

ہند نے اپنے کپڑے اور زیورات اور اتار کر وحشی کو بطور انعام دیئے اور وعدہ کیا کہ مکہ جا کر وہ اسے مزید دس دینار بطور انعام دے گی۔

مزید سنگدلی:

انعام عطا کرنے کے بعد ہند نے اسے کہا کہ میرے ساتھ چلو اور مجھے حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش دکھاؤ۔ وہاں پہنچ کر اس سنگدل عورت نے آپ کے اور دیگر شہداء کے ناک کانے پھر انہیں پرویا ان کے کڑے، بازو بند اور پازیب بنائے اور مکہ میں جب داخل ہوئی تو یہ زیور پہن کر داخل ہوئی۔

زررقانی اور صاحب مدارق النبوة نے لکھا ہے کہ ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کان ناک اور آگے تناسل کاٹ لئے اور اپنے ساتھ مکہ میں لے گئی۔

یہ سب کچھ اس ہند نے کیا جس کو ابھی چند لمحے پیشتر حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کی زد میں لا کر معاف کر دیا تھا کہ مبادا سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار عورت کے خون سے رنگین ہو۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پاک کی تلاش:

جب قریش مکہ میدان احد سے چلے گئے تو مسلمانوں نے شہداء کی تلاش کا کام شروع کیا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار دریافت فرماتے:

ما فعل عمتی۔

”میرے چچا جان نے کیا کیا۔“

یعنی ان کی کوئی خبر بتاؤ حارث بن الصمہ ان کی تلاش میں نکلے دیر تک ڈھونڈتے رہے کوئی سراغ نہ ملا۔ پھر سیدنا علی المرتضیٰ تلاش کیلئے نکلے تلاش بسیار کے بعد وادی کے وسط میں آپ کا جسم اطہر خون میں نہایا ہوا دیکھا۔ واپس آکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ حضور تشریف لے گئے۔

مدارج الدعوة میں اس طرح لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر آئے ان کو اس حالت میں دیکھا تو رونے لگے اور روتے رہے۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور ساری صورتحال بتائی۔ حضور سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سرفروشی اور جانبازی کی اقلیم کا سلطان جس تخت خاک پر جلوہ فرما تھا وہاں پہنچے تو عاشق صادق کی قابل رشک حالت دیکھ کر حضور دم بخود کھڑے ہو گئے۔ پیٹ چاک ہے وہ دل جو اللہ اور اس کے محبوب کی جلوہ گاہ تھا کاٹ کر نکال لیا گیا ہے۔ اور اسے پرزہ پرزہ کر دیا گیا ہے۔ روئے تاباں کی ساری آرائشیں ناک، آنکھیں کان سب توڑ پھوڑ دی گئیں ہیں اتنا غم انگیز منظر حضور پر نور نے کبھی نہ دیکھا تھا چشمان مبارک سے آنسوؤں کے گوہر ہائے تابدار ٹپ ٹپ کرنے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجلی بندھ گئی:

جب لشکر اسلام میں بھگدڑ مچی تو حضور نے پوچھا حمزہ کہاں ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی اس وقت میں نے انہیں ان چٹانوں کے پاس دیکھا وہ کہہ رہے تھے۔

انا اسد اللہ و رسولہ اللہم ابرا الیک مما جاء به هؤلاء یعنی ابا سفیان و اصحابہ و اعتذر الیک مما صنع هؤلاء بانہذا مہم۔

”میں اللہ کا شیر ہوں اس کے رسول کا شیر ہوں۔ اے اللہ! میں ان کفار کی کارستانیوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں اور ان مسلمانوں نے جو راہ فرار

اختیار کی ہے اس کیلئے معذرت خواہ ہوں۔“

حضور ان چٹانوں کے پاس پہنچے وہاں آپ کی مثلہ شدہ لاش دیکھ کر آنکھیں اشکبار ہو گئیں یہاں تک کہ آپ کی ہچکلی بندھ گئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

رحمة الله عليه فانك كنت كما علمتك فعولا للخيرات وصولا
للرحم لولا ان تحزن صفية (اونساء نا) لتركته حتى يحشر من
بطون السباء وحواصل الطير

”آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ آپ جس طرح کہ میں جانتا تھا بھلائیوں کرنے والے تھے صلہ رحمی کرنے والے تھے اور اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ آپ کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا یا ہمارے خاندان کی عورتیں غمزہ ہوں گی تو میں ان کی لاش یوں ہی چھوڑ دیتا تا کہ قیامت کے دن ان کا حشر درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کی پوٹوں میں ہوتا۔“

پھر ارشاد فرمایا کہ مبارکباد ہو۔ ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ ساتوں آسمانوں میں یہ شہید راہِ حق کے نام سے مشہور ہیں۔

حمزة بن عبدالمطلب اسد اللہ ورسولہ

”یعنی حمزہ بن عبدالمطلب اللہ کا شیر ہے اور اس کے رسول کا شیر ہے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ:

مندرجہ بالا فرمانِ عالیشان کے بعد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین پر غلبہ دیا تو میں ان میں سے ستر مقتولوں کا اس سے بھی بدتر مثلہ کروں گا۔

نوراجبرائیل امین اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام لے کر نازل ہوئے۔

و ان عاقبتهم فعاقبوا بمثل ما عوقبتهم به ولنن صبرتم لہو خیر
للصابرین۔

”اور اگر تم انہیں سزا دینا چاہتے ہو تو انہیں سزا دو لیکن اس قدر جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اگر تم ان کی ستم رانیوں پر صبر کرو تو یہ صبر ہی بہتر سے صبر

کرنے والوں کیلئے۔“

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے صبر کو اختیار فرمایا اور کسی لاش کو مشلہ کرنے سے اپنے سارے امتیوں کو روک دیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حوصلہ:

حضرت صفیہ آپ کی سگی بہن تھیں جب انہیں آپ کی شہادت کی خبر ملی تو بھائی کی نعش دیکھنے کیلئے میدان جنگ میں پہنچیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے انہیں دور سے آتے دیکھا تو پہچان لیا۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت زبیر بن العوام کو حکم دیا کہ اٹھو اور اپنی ماں کو آگے آنے سے منع کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ اپنے بھائی کی کٹی پھٹی نعش دیکھ کر وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھیں۔ زبیر اس تعمیل ارشاد کیلئے دوڑتے ہوئے گئے۔ وہاں پہنچنے سے پہلے اپنی والدہ کو جالیا۔ اور انہیں آگے جانے سے روکنا چاہا تو ماں نے بیٹے کے سینے پر گھونسہ دے مارا اور گرج کر کہا کہ ہٹ جاؤ میرے سامنے سے انہوں نے ادب سے گزارش کی۔ امی جان! حضور نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔ وہ بولیں مجھے علم ہے کہ میرے بھائی کا مشلہ کیا گیا ہے لیکن یہ سب کچھ راہ خدا میں ہوا ہے لا صبرن و احتسبن انشاء اللہ! میں اس مصیبت پر صبر کروں گی اور ثواب کی امید رکھوں گی۔ انشاء اللہ۔

حضرت زبیر نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا جواب پیش کیا۔ حضور نے فرمایا: ”انہیں کچھ نہ کہو۔ انہیں جانے دو۔“

صبر و استقامت کی پیکر یہ خاتون آئیں ان کی پارہ پارہ شدہ نعش کو دیکھاتا اللہ و اتا الیہ راجعون پڑھا اور ان کیلئے مغفرت کی دعائیں مانگیں۔

حضرت صفیہ کا یہ بے مثل صبر دیکھ کر حضور کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ان کے دماغ پر اثر نہ پڑ جائے۔ اس لئے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا چنانچہ آنسو ٹپکنے لگے اور غم کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے صاحبزادے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو کفن کیلئے دو چادریں دے گئیں کہ ان سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن دیا جائے۔ ایک میں آپ کو کفن دیا گیا۔ جبکہ دوسری چادر میں ایک انصاری کو کفن دیا گیا جس کی مثلہ شدہ لاش حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں پڑی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہ ہوا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تو دو چادروں میں کفن دیا جائے اور ایک دوسرا شہید راہ حق بے گور و کفن پڑا رہے۔ اس لئے آپ نے دونوں شہیدانِ ملت میں ایک ایک چادر تقسیم کر دی۔ اس غزوہ میں 70 صحابہ کرام شہید ہوئے جن میں سے اکثر انصار تھے۔ بے سرو سامانی کا یہ عالم تھا کہ کفن کی چادر بھی پوری نہ تھی۔

چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن بھی کچھ اس طرح کا تھا کہ اگر سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر برہنہ ہو جاتا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”چادر سے چہرہ چھپاؤ اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو“۔
اس عبرت انگیز طریقے سے سید الشہداء کا جنازہ تیار ہوا۔

شہداءِ احد کی تدفین:

شہداء کی نماز جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی۔ سب سے پہلے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، پر نماز پڑھی۔ اس کے بعد ایک ایک کبر کے شہداءِ احد کے جنازے ان کے پہلو میں رکھے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیحدہ علیحدہ ان میں سے ہر ایک کی نماز پڑھائی۔ اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر تقریباً 70 نمازیں پڑھی گئیں۔

شہداء کرام کے جسموں پر جو اسلحہ اور زریں وغیرہ تھیں وہ اتار لی گئیں پھر خون آلود جسم اور خون میں تر ہتھکڑیوں میں یونہی دفن کر دیئے گئے بعض قبروں میں دو دو تین تین شہداء کو ایک ساتھ دفن کیا گیا جس شہید کو قرآن کی زیادہ سورتیں یاد تھیں اس کو سب سے آگے رکھا جاتا اور دوسروں کو ترتیب وار۔ بسا اوقات ایک کفن میں دو شہیدوں کو کفنایا گیا۔

بعض شہداء کے وارثوں نے ان کی میتوں کو مدنیہ طیبہ میں لا کر دفن کرنا چاہا لیکن رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں وہاں دفن کیا جائے جہاں انہوں نے جام شہادت نوش کیا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی حالت:

منقول ہے کہ جب مصیبت زدہ لوگ حضور سرور کائنات ﷺ کے استقبال کیلئے حاضر ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں راستے میں آئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر جوق در جوق آرہا ہے۔ اس نے ہر چند تلاش کیا لیکن اپنے والد جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کو لشکر میں نہ پایا۔ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ میرے والد کہاں ہیں لشکر میں نظر نہیں آئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دل جل اٹھا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ آرہے ہیں وہ آگے بڑھیں اور آقائے نامدار ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے والد کہاں ہیں۔

آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا باپ میں ہوں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! اس بات سے بوئے خون آتی ہے اور یہ کہتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اسے دیکھ کر حضور ﷺ کی چشمان مبارک سے بھی اشک رواں ہو گئے اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میرے والد کی شہادت کی کیفیت بیان فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی! اگر میں وہ کیفیت و حالات بیان کروں تو تمہارے دل کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھانجی کا صبر و استقامت:

لشکر اسلام کی سب سے پہلے راستے میں ایک مسلم خاتون سے ملاقات ہوتی ہے۔ ان کا نام حمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ہے۔ مرشد کامل ﷺ انہیں فرماتے ہیں:

یا حمہ! احتسبی۔

”اے حمہ! اپنی مصیبت کا اجرا اپنے رب سے طلب کرو۔“

وہ پریشان ہو کر پوچھتی ہیں۔

من یا رسول اللہ

کس کی موت پر صبر کا اجرا اپنے رب سے طلب کروں؟ ارشاد فرمایا:

خالك حمزة بن عبد المطلب -

”تیرے ماموں حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں۔“

یہ اندوہناک خبر سن کر اس خاتون نے پڑھا۔

اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَهَيَّأَ لَهُ الشَّهَادَةَ

”اللہ تعالیٰ انہیں بخشے اور یہ شہادت انہیں خوشگوار ہو۔“

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا حزن و لال:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ پر شدید رنج و غم نے آلیا تھا۔ چنانچہ جب آپ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو بنو عبد المطلب کی بستی سے گزرے۔ اس قبیلہ کے بہت سے بہادر شہید ہوئے تھے۔ لوگ اپنے اپنے شہیدوں پر رو رہے تھے۔ یہ منظر دیکھا تو سرکارِ د عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ پھر اپنے چچا جان کی یاد نے جوثر مارا۔ جب دیکھا کہ سب عورتیں اپنے اپنے عزیز و اقارب پر رو رہی ہیں تو ارشاد فرمایا:

لكن حمزة لا بوا كي لئ

”لیکن میرے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ پر کوئی دوا آنسو بہانے والا بھی نہیں۔“

اس قبیلہ کی مستورات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا علم ہوا تو سلام کرنے کیلئے باہر نکل آئیں اور جب رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کو بخیر و عافیت پایا تو بے ساختہ سارے رنج و الم بھول گئیں اور ام عامر اشہلیہ پکار اٹھیں۔

كَلِّ مَصِيبَةً بَعْدَكَ جَلَلْ

”حضور سلامت ہیں تو پھر ہر مصیبت پیچ ہے۔“

بعد ازاں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ نماز مغرب کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذ کے کندھوں پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے۔ نماز کے بعد حجرہ شریف میں واپسی ہوئی۔ پھر حضرت سعد بن معاذ اپنے قبیلہ میں

گئے اور قبیلہ کی ساری عورتوں کو ہمراہ لے آئے تاکہ حضور سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دنگداز شہادت پر اظہار تعزیت کریں۔ مغرب سے عشاء تک یہ مستورات روتی رہیں۔ نماز عشاء تک حضور نے آرام فرمایا۔ طبیعت میں کافی افاقہ محسوس ہونے لگا بغیر سہارے کے چل کر حضور نماز عشاء کیلئے تشریف لائے اور انصار کی عورتوں کو دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔ ایک روایت میں ان کیلئے یہ دعا مرقوم ہے۔

رضی اللہ عنک و عن اولادک۔

”اللہ تم پر بھی راضی ہو اور تمہاری اولاد پر بھی راضی ہو۔“

پھر حضور نے ان کے مردوں کو فرمایا:

مروہنّ فلیبر جعن ولا یبکین علیٰ ہالک بعد الیوم۔

”انہیں حکم دو کہ اپنے گھروں کو واپس چلی جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر نہ روئیں۔“

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت سے مدینہ منورہ کی عورتوں کا یہی دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ کسی پر روتی تھیں تو پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر دو آنسو بہا لیتی تھیں۔

توجہ طلب امر:

اللہ اور اس کے رسول کے شیر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت یوم احد کے اہم ترین اور اہم انگیزہ واقعات میں سے ایک ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ کی شہادت جنگ کے کس مرحلہ میں ہوئی۔ اس کے متعلق امام حسین بن محمد بن حسن الدیار بکری نے اپنی تصنیف ”تاریخ انیس“ میں لکھا ہے کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ لشکر کفار کے ایک علمبردار ارطاة بن عبد شمس بن عبد مناف کو تہ تیغ کر چکے تو ان کا سامنا ایک اور شرک سباع بن عبد العزی الغبشانی سے ہوا آپ نے اسے لٹکارا اور فرمایا:

ہلمّ الی یا ابن مقطعة البظور۔

”اے لڑکیوں کا ختنہ کرنے والی کے بیٹے! آ اور حمزہ کا مقابلہ کر۔“

جب سباع سامنے آیا تو آپ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ وحشی اس

وقت آپ کی تار میں تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مست اونٹ کی طرح جس طرف بڑھتے جو سامنے آتا اس کو لتاڑتے ہوئے آگے نکل جاتے۔ اس وقت کہ جب آپ کفار کو ہمہ تن تیغ کرنے میں مصروف تھے۔ پیچھے سے وحشی نے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔
علامہ صاحب کی تحقیق سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ کی شہادت جنگ کے ابتدائی مرحلہ میں ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

وحشی کہتے ہیں جنگ سے واپس آ کر میں مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر رہا۔ جب اس سر زمین پر اسلام پھیلا اور مکہ فتح ہو گیا۔ تو میں طائف چلا گیا۔ لیکن جب اہل طائف کا وفد اسلام قبول کرنے کیلئے جانے لگا تو مجھ پر دنیا تار یک ہو گئی اور میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ یمن یا شام چلا جاؤں اور زندگی کے بقیہ ایام آرام سے گزاروں۔ میں اسی ادھیر بن میں تھا کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کو ہرگز قتل نہیں کرتے جو دین اسلام قبول کر لے۔

بعض کتب میں یہ لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قاصدوں کو تکلیف نہیں پہنچایا کرتے تو میں دوسرے لوگوں کے ساتھ چل دیا اور رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

اس شخص کی یہ بات سن کر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے آدمی کو قتل نہیں کرتے جو دین اسلام قبول کر لے میں نے یہی فیصلہ کیا کہ مدینہ طیبہ جا کر اپنے آپ کو حضور کی خدمت میں پیش کر دوں۔ اس داعی حق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہادر از حد عزیز پچا کے قاتل کو اپنے قابو میں پانے کے بعد فرط غضب سے اس کے پر فچے اڑانے کا حکم نہیں دیا بلکہ حضور پر نور کی زبان اقدس سے وہی بات نکلی جو ہادی برحق کی شان رفیع کے شایان تھی۔ فرمایا: ”دُعُوءَا“ اسے رہنے دو۔ اسے کچھ نہ کہو۔ ایک آدمی کا مشرف باسلام ہونا مجھے اس بات سے بہت زیادہ عزیز ہے کہ میں ہزار کفار کو تیغ کروں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے اپنے بالکل قریب کھڑے ہوئے کلمہ شہادت پڑھتے دیکھا تو حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت حیرت ہوئی فرمایا کیا تم وحشی ہو؟ میں نے عرض

کی! ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: بیٹھ جاؤ اور مجھے سناؤ کہ تم نے کیسے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ میں نے بالتفصیل سارا واقعہ سنایا۔ بعض کتب میں یہ لکھا ہے کہ میں نے عرض کی کہ یہ ایسی بات ہے جو پوری طرح آپ کے علم میں ہے۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

و یحک! غیب وجہک عنی فلا أراک

”تیری خیر ہو! اپنے چہرے کو مجھ سے چھپائے رکھنا مجھے نظر نہ آتا۔“

پھر میں باہر نکل آیا۔ (پھر ساری عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ گیا)

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا کارنامہ:

جب رسول نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ آپ کے دور میں فتنہ انکار ختم نبوت کی آگ سارے جزیرہ عرب میں بھڑک اٹھی۔ مسلمانہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر اس کی تیغ کٹی کیلئے بھیجا۔ تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ اس سے لڑنے کیلئے نکلوں گا شاید اسے قتل کر سکوں اور یہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا کفارہ ہو جائے۔ تو میں بھی لوگوں کے ساتھ نکلا اور میرے پاس وہی حربہ تھا جس سے میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ جنگ میں ٹکھ۔ مان کارن پڑا اور ہوتا رہا جو کچھ ہوا۔ پھر میں نے ایک آدمی دیکھا جو کہ دیوار کی آڑ میں کھڑا تھا اس کا رنگ اونٹ کی مانند تھا اور اس نے سر جھکایا ہوا تھا۔ میں جانتے ہوئے کہ یہ مسلمان ہے اپنا حربہ سنبھالا اور پھینک کر اس کی چھاتی کے نیچے مارا تو وہ اس کے کندھوں سے پار نکل گیا۔ اسنے میں ایک انصاری بھائی بھی اس پر نوٹ پڑا اور اس نے اس کی کھوپڑی پر تلوار سے ضرب لگائی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک لونڈی نے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر کہا۔ اے امیر المؤمنین! مبارک ہو مسلمانہ کو ایک کالے ناس نے قتل کر دیا۔

بعض کتب میں اس طرح یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مسلمان ہاتھ میں تلوار لئے اپنی فوج کی رہنمائی کر رہا ہے۔ میں نے دل میں ٹھان لی کہ اسے اپنے حربہ کا نشانہ بناؤں گا۔ میں اس پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگا۔ میں اپنا حربہ ہاتھ میں لے کر تول رہا تھا اور شہت باندھ رہا تھا کہ میں نے ایک انصاری کو دیکھا کہ وہ بھی اس پر تار لگائے ہوئے ہے اور اسے اپنی تلوار کا نشانہ بنانا چاہتا ہے۔ جب مجھے تسلی ہو گئی تو میں نے اپنا حربہ کھینچ مارا۔ اس لمحے میرے بھائی انصاری نے بھی اپنی تلوار کا وار اس پر کیا وہ اب خاک و خون میں تڑپ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس کے وار نے اسے جہنم رسید کیا۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ

اگر میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر آدمی کو شہید کیا ہے تو میں نے سب سے شریر آدمی کو جہنم واصل کرنے کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کی ذات سے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچا تھا اس سے زیادہ فائدہ پہنچایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے جاہلیت میں خیر الناس کو قتل کیا اور اسلام میں شر الناس کو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ پر شراب کی حدیں اس قدر جاری ہوئیں کہ آخر کار دیوان سے بھی ان کا نام خارج کر دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قاتل تم رضی اللہ عنہ پر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہے وہ نہیں چاہتا کہ یہ چین سے بیٹھے۔



چھٹی فصل:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، کے اخلاق سپاہیانہ، خصائل نہایت نمایاں ہیں۔ شجاعت، جانبازی اور بہادری، سیر و سیاحت آپ رضی اللہ عنہ، کے مخصوص اوصاف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا میزانِ قدرتا تیز و تند تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے محاسن و تعریف میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک بھی کافی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاش مبارک کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔

رحمة الله عليك فانك كنت كما علمتك فعولا للخيرات و صولا للرحم۔

”آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ بہت زیادہ نیکیاں سرانجام دیا کرتے تھے اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔“



ساتویں فصل:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولاد

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے متعدد شادیاں کیں اور ہر زوجہ کے لطف سے اولاد ہوئی۔ ایک بیوی کا نام بنت لمت یا الملمہ بن مالک تھا۔ ان سے یعلیٰ اور عامر دولڑکے پیدا ہوئے۔

دوسری بیوی کا نام خولہ بنت قیس تھا ان سے عمارہ پیدا ہوئے۔ انہی دونوں بیٹوں کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو ابو یعلیٰ اور ابو عمارہ بھی پکارا جاتا ہے۔ عمارہ اور عامر دونوں لا ولد فوت ہو گئے۔ ایک بیوی کا نام سلمیٰ بنت عمیس تھا۔ ان سے ایک لڑکی امامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں یعلیٰ سے چند اولادیں ہوئیں لیکن وہ سب بچپن میں ہی فوت ہو گئیں۔ جبکہ امامہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب حضرت عمر بن ابی سلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئیں۔ لیکن ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسل نہ بیٹوں سے اور نہ ہی بیٹی سے چلا۔ بعض بلوق قبائل اپنے آپ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اولاد بتاتے ہیں لیکن ان کا دعویٰ قوی ثبوت کا محتاج ہے۔

حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی پرورش:

ذیقعد ۳ھ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کیلئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ صلحنامہ حدیبیہ کی شرط کے مطابق تین دن قیام کے بعد آپ مکہ سے چلے گئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کمسن یتیم بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا یا عم ایام! اے چچا جان کہتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو گود میں اٹھالیا اور اپنے ساتھ لے جا کر حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا کہ یہ آپ کی بنت عم ہے میں اس کو اٹھالیا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو اپنی آغوش قربت میں لینے کیلئے حضور کی خدمت میں الگ الگ دعویٰ پیش کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امامہ رضی اللہ عنہا میرے چچا کی لڑکی ہیں اس لئے میں حقدار ہوں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر اپنا استحقاق ظاہر کرتے تھے کہ وہ میرے چچا کی لڑکی ہیں اور میری زوجہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی بھانجی ہے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ میرے دینی بھائی کی لڑکی ہے۔ اس لئے میں حقدار ہوں۔

سرور عالم مصلیٰ اللہ علیہ نے اس منازعت کا فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں صادر فرمایا کیونکہ ان کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی خالہ تھیں اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔

فائدہ: یہ ناز اور محبت ایک کسمن اور یتیم بچی کو پالنے کے حق پر ہو رہی تھی حالانکہ اسلام سے پہلے یہی معصوم بچیاں زندہ زمین میں گاڑ دی جاتی تھیں اور یہ اعجاز تھا فقط حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اعجاز کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا۔ آج لوگ یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھتے اور ان کی پرورش کرنے کی بجائے ان کا مال لوٹنے کھسوٹنے کے چکر میں رہتے ہیں۔ اور اگر وہ غریب ہوں تو انہیں دھتکار دیا جاتا ہے اور معاشرے کی ٹھوکریں کھانے کیلئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل و فہم عطا فرمائے اور یتیموں کا حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



آٹھویں فصل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام شہداء احد کی قبور پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی قبور پر:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی قبروں کی زیارت کیلئے تشریف لے جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا بھی یہی عمل رہا۔ ایک مرتبہ فرمایا: یا اللہ تیرا رسول گواہ ہے کہ اس جماعت نے تیری رضا کی طلب میں جان دی ہے۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت تک جو مسلمان بھی ان شہیدوں کی قبروں پر زیارت کیلئے آئے گا اور ان کو سلام کرے گا تو یہ شہداء کرام اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ (مدارج النبوت)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیارات شہداء پر کیا فرماتے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی زیارت کو جاتے تو فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی طریقہ جاری رکھا۔ (مدارج النبوت)

عبادہ بن ابی صالح فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی قبروں پر سالانہ تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلام ہو تم نے صبر کیا آخرت کا گھر اچھا ہے۔ (خلاصہ)

واقعہ یہ تو بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال زیارت کیلئے تشریف لے جاتے تھے جب وادی احد سے قریب جاتے تو فرماتے:

سلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدار۔

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہر سال زیارت کرتے یہ حضرات فالج النبی بھی زیارت کیلئے جاتے اور ان کیلئے دعا کرتے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سلام کہہ کر اپنے رفقاء کو مخاطب کر کے کہتے تم ان شہداء کو سلام کیوں نہیں تھے جو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پھر واقدی نے حضرت ابوسعید، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی ان کی زیارت کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (ابن ہشام)

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا مزار سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر جمعہ کو آتیں وہاں آنسو بہاتیں اور نماز پڑھتیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول آپ کے وصال تک رہا۔ (خلاصہ)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مزار شریف پر:

1- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز میں صحرائے احد میں سے گزرا تو میں نے کہا:

السلام علیکم یا عم رسول اللہ

تو میں نے آواز سنی: علیک السلام و رحمہ اللہ و برکاتہ

2- عطا ف کہتے ہیں ان کی خالہ نے بتایا وہ شہداء احد کی زیارت کو گئیں اور شہداء کو سلام کیا اور ان سے جواب سنا اور یہ بھی سنا اللہ کی قسم ہم تمہیں ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو پہچانا جاتا ہے۔ (خلاصہ)

3- عمر بن علی فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی مجھے جمعہ کے روز احد کی زیارت کیلئے لے گئے وہاں پہنچے تو میرے والد گرامی نے بلند آواز سے کہا:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔

تو جواب ملا:

و علیکم السلام یا ابا عبد اللہ

”اے ابو عبد اللہ تم پر سلام ہو“۔

میرے والد نے مجھے کہا وعلیک السلام تو نے کہا میں نے عرض کی جی نہیں پھر مجھے اپنے

دائیں جانب کھڑا کیا، پھر کہا:

السلام علیکم۔

پھر جواب ملا:

وعلیکم السلام۔

اس پر میرے والد گرامی فوراً سجدے میں گر گئے اور اس انعام پر سجدہ شکر ادا کیا۔

(خلاصۃ الوفا)

قبریں کھلیں تو جسم تروتازہ تھے:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہر کھدوا رہے تھے وہ نہر شہداء احد کے مزارات کے قریب سے گزری دوران کھدائی ایک کدال حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو جا لگا اس سے خون جاری ہو گیا۔ (مدارج النبوت)

مزید تفصیل درکار ہو تو مدارج النبوة اور سیرۃ ابن ہشام کا مطالعہ فرمائیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی مرمت فرمائی:

حضرت ابو جعفر روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی مرمت اور درنگی بھی فرمایا کرتیں۔ (خلاصہ)

آپ کے مزار شریف کی خاک:

حرم کی مٹی لے جانے کی کراہت سے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی مزار کی مٹی کو مستثنیٰ سمجھا جائے۔ یاد رہے کہ یہ مٹی مبارک آپ کی شہادت گاہ کے ہالے سے اٹھائی جاتی ہے جو تمام علماء و مشائخ وغیرہم ہر درد کے علاج لئے اٹھاتے تھے۔ (خلاصۃ الوفا)

آہ افسوس:

آپ نے گزشتہ صفحات میں پڑھا کہ شہداء احد، مزار سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر خود خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، حضرت سعد، حضرت

امیر معاویہ، حضرت ابوسعید، حضرت ابوہریرہ، حضرت ام سلمہ، سیدہ فاطمہ الزہرا (رضی اللہ عنہا) مزارات شہداء احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ ان نفوس قدسیہ کے بعد سے آج تک ہزار ہا تابعین تبع تابعین، بزرگان دین، اولیاء، علماء صلحاء عامۃ المسلمین زیارت کرتے رہے اور سیدہ فاطمہ الزہرا (رضی اللہ عنہا) جب سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر تشریف لائیں تو نوافل بھی دافرماتیں اور قبر شریف کی مرمت بھی فرماتیں۔ (خلاصۃ الوقایہ ص ۱۰۱)



نوویں فصل:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مرویات

- 1- حضرت حارث تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”غزوہ بدر کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، نے شتر مرغ کے پر کی نشانی لگا رکھی تھی۔ ایک مشرک نے پوچھا کہ یہ شتر مرغ کے پر کی نشانی والا کون آدمی ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو اس مشرک نے کہا۔ یہی تو وہ آدمی ہے جنہوں نے ہمارے خلاف بڑے بڑے کارنامے کئے ہیں۔“ (خرجہ الطبرانی)

- 2- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

امیہ بن خلف نے مجھ سے کہا۔ اے اللہ کے بندے! غزوہ بدر کے دن جس آدمی نے اپنے سینے پر شتر مرغ کے پر کا نشان لگا رکھا تھا وہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ وہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ امیہ نے کہا۔ انہوں نے ہی تو ہمارے خلاف بڑے بڑے کارنامے کر رکھے ہیں۔

- 3- علامہ ابن سعد کا بیان ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہندہ کی مذموم حرکت کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر میں سے کچھ کھایا بھی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”الہی! حمزہ رضی اللہ عنہ کے کسی حصہ کو جہنم میں داخل نہ ہونے دینا۔“

- 4- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ”اصابہ“ میں لکھا ہے:

سینتیس سال بعد ۴ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے احد کی طرف سے نہر نکالی گئی تو کھدائی کے دوران میں کئی شہداء کی لاشیں بالکل تر و تازہ حالت میں ملیں۔ اسی سلسلہ میں اتفاق سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر پیلچہ لگ گیا تو ان کے پاؤں سے خون کی

تخصیصیں اس طرح ازیں جیسے زندہ آدمی کو زخم لگنے سے خون نکلتا ہے۔

5- مولانا روم رحمہ اللہ نے مثنوی میں لکھا ہے:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جوانی میں ہمیشہ زرو پہن کر لڑا کرتے تھے اسلام قبول کیا تو زرو پہن بالکل ترک کر دیا۔ اور لڑائیوں میں اس طرح شریک ہوتے کہ سینہ سامنے سے کھلا ہوتا اور دونوں ہاتھوں سے تلوار چلا رہے ہوتے۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے عمر رسول! اے صف شکن مجاہد! اے جوانمردوں کے سردار! کیا آپ نے اللہ کا حکم نہیں سنا کہ جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ پڑو۔ پھر آپ احتیاط سے کام کیوں نہیں لیتے۔ جب جوان تھے اور مضبوط تھے اس زمانے میں آپ کبھی زروہ کے بغیر نہیں لڑا کرتے تھے۔ اب جبکہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں تو آپ اپنی جان کی حفاظت اور احتیاط کے تقاضوں سے کیوں بے پروا ہو گئے ہیں۔ بھلا تلوار کس کا لحاظ کرتی ہے اور تیر کس کی رعایت کرتا ہے۔ ہم کو تو یہ پسند نہیں کہ آپ جیسا شیر اپنی بے احتیاطی کی بدولت دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جائے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان کی باتیں سن کر فرمایا کہ جب میں جوان تھا تو سمجھتا تھا کہ موت انسان کو اس دنیا کے عیش و آرام سے محروم کر دیتی ہے۔ اس لئے کیوں خواہ مخواہ موت کی جانب رغبت کروں اور اثر دہے کے منہ میں جاؤں۔ یہی وجہ تھی کہ میں اپنی جان کی حفاظت کیلئے زروہ پہنا کرتا تھا۔

لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے میرے خیالات بدل گئے ہیں۔ اب مجھ کو اس دنیا کے فانی سے مطلقاً کوئی لگاؤ نہیں رہا اور موت مجھے جنت کی کنجی معلوم ہوتی ہے۔ زروہ تو وہ پہن جس کیلئے موت کوئی دہشتناک چیز ہو۔ جس کو تم موت کہتے ہو وہ میرے لئے ابدی زندگی ہے۔

6- صحیحین کی ایک روایت میں ہے:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے اس کے مادی تھے ایک مرتبہ انصار کی ایک محفل ناؤ نوش میں شریک تھے جس میں ایک خوش الحان مغنیہ گارہی تھی۔ قریب ہی ایک جبروئے سخن میں دو فرباؤنٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اس مغنیہ نے اونٹنیوں کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

ألا يا حمزة للشرف النواء

وهنّ معقلات بالفناء

ضع السكين في اللبّات منها

وخرّجهنّ حمزة بالدماء

وعجل من اطابها لشرب

قدیرا من طیبخ او شواء

”یعنی آگاہ ہو جاؤ اے حمزہ! فر بہ اونٹنیوں کیلئے۔ اور وہ اونٹنیاں صحن میں بندھی

ہوئی ہیں ان اونٹنیوں کی کلیجیوں کو ان کے خون کے ساتھ نکال لو اور جلدی

کر وان کے جوہر پینے کیلئے خواہ ہانڈی کے اندر پکا کر یا بھون کر۔“

یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نشہ کی حالت میں بے اختیار کودے اور اونٹنیوں کی کوبائیں

کاٹ ڈالیں اور پہلو چیر کر کلیجیاں نکال لائے۔

یہ اونٹنیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تھیں انہیں اپنی اونٹنیوں کے اس طرح مارے جانے پر

سخت صدمہ ہوا۔ آبدیدہ ہو کر بارگاہ رسالت میں شکایت کی۔ حضور حضرت زید بن حارث

رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر اسی وقت اس محفل طرب میں تشریف لے گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو

اس حرکت بے جا پر ملامت فرمانے لگے۔ وہ اس وقت ہوش میں نہیں تھے گھور کر حضور کو

دیکھا اور کہا:

تم سب ہمارے باپ کے غلام ہو۔

حضور کو معلوم ہو گیا کہ اس وقت وہ آپے میں نہیں ہیں چنانچہ آپ واپس تشریف

لے آئے۔

یہ ایک افسوسناک واقعہ تھا جس پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو یقیناً تاسف ہوا ہوگا اور انہوں

نے اس کی تلافی بھی کی ہوگی کیونکہ وہ فطرتاً نہایت نیک طبع تھے۔

7- امام حاکم نے مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، ملائکہ کے ساتھ اُڑ رہے ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک تخت کے اوپر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔“

8- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

”سم عبدالمطلب کی اولاد جنت کے سردار ہیں یعنی میں (صلی اللہ علیہ وسلم)، حمزہ رضی اللہ عنہ جعفر رضی اللہ عنہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہما۔“

9- ابن جریر نے ”تہذیب الآثار“ میں ابن ابی الدنیا نے کتاب ”من عاش بعد الموت“

میں اور بیہقی نے ”الدلائل“ میں حضرت عطف بن خالد سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں۔

میری خالہ نے مجھے بتایا کہ میں ایک دن شہداء کی قبروں کی زیارت کیلئے گئی اور میں اکثر

ان کی زیارت کیلئے جاتی رہتی تھی۔ تو میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے قریب نماز ادا

کرنے لگی۔ اس وقت وہاں پکارنے والا اور جواب دینے والا نہیں تھا تو جب میں نماز سے

فارغ ہوئی تو السلام علیکم کہا تو میں نے سلام کا جواب سنا اور اس بات کا مجھے اتنا یقین ہے جتنا کہ

اس بات کا کہ اللہ نے مجھے تخلیق کیا اور جتنا یقین دن اور رات کا ہے تو میرا بال بال کانپ اٹھا۔

10- حضرت فاطمہ خراعیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

ایک دن میں اور میری بہن شہداء کی قبروں کی زیارت کیلئے گئیں۔ میں نے اپنی بہن

سے کہا کہ آؤ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر جا کر سلام کہیں۔ اس نے کہا چلیں تو ہم آپ رضی اللہ عنہ

کی قبر پر آ گئیں اور ہم نے کہا۔ اے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا! السلام علیکم! تو ہم

نے اپنے سلام کا جواب سنا یعنی و علیکم السلام ورحمة اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی

ہیں کہ اس وقت ہمارے قریب کوئی آدمی نہ تھا۔



دسویں فصل:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت

ابن اشیر رضی اللہ عنہ نے ”أسد الغابۃ“ میں سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بھی روایت کی ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر دعا میں یہ کلمات ضرور کہا کرو۔

اللھم انی اسئلك باسمک الاعظم و رضوانک الاکبر۔
 ”اے اللہ رب العزت! میں تجھ سے تیرے اسم اعظم کے وسیلہ سے اور تیری
 عظیم رضا کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔“



گیارہویں فصل:

زار حرمین شریفین قاری اصغر علی نورانی کے تاثرات

جگر پاش پاش:

قارئین کرام! سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پہ بھی ایک خوبصورت مقبرہ تعمیر تھا مگر وہاں نجدی حکومت نے جہاں جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ اور جنت البقیع مدینہ شریف میں ساٹھ ہزار صحابہ کرام، امہات المؤمنین اہل بیت اطہار کے مزارات مسمار کر دیئے۔ وہاں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار شریف بھی مسمار کر دیا۔

جب عشاق ان مزارات مقدسہ کی یہ حالت دیکھتے ہیں تو جگر پر آرے چلتے ہیں۔ میں نے خود دیکھا کہ زائرین ان مزارات مقدسہ کی اس توہین پر اس قدر گرہ یہ زاری کر رہے تھے کہ پتھر دل انسان بھی انہیں دیکھ کر رونا شروع کر دیتے۔



بارہویں فصل:

شورش کاشمیری کے تاثرات

شورش کاشمیری کے تاثرات:

شورش کاشمیری کے نام سے کون واقف نہیں۔ یہ جب ان مزارات مقدسہ پر حاضر ہوئے تو مزارات کی یہ حالت دیکھ کر خوب آنسو بہائے اور ایک کتاب شب جائے کہ من بودم میں اپنے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے کہ انہیں ذرہ برابر احساس نہیں کہ اس مٹی میں کون سو رہے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت پارے ہیں ان کی نور نظر اور اس نور نظر کے چشمہ چراغ ہیں۔ چچا ہیں چچا کے بیٹے ہیں۔ امت کی مائیں ہیں جنت کی شہزادیاں ہیں امام ہیں۔ ذوالنورین ہیں۔ شہداء ہیں اولیاء ہیں، فقہاء ہیں علماء ہیں حکماء ہیں۔ حلیمہ سعدیہ ہیں لیکن عرب ہیں کہ قبریں ڈھائے جارہے ہیں اور محل بنائے جارہے ہیں۔ (شب جائے کہ من بودم)

آنسو ہی آنسو:

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مزار کی حالت دیکھ کر شورش کاشمیری لکھتے ہیں۔ میں نے قبر سے ٹکٹی باندھ رکھی تھی میں کہہ رہا تھا۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا تو اب بھی کربلا ہی میں ہے۔ تیرے باپ کا کلمہ پڑھنے والوں نے تجھے اب تک ستایا ہے۔ تیری کہانی زخموں کی کہانی ہے تو نے کعبۃ اللہ میں باپ کے زخم دھوئے کربلا میں تیری اولاد نے زخم کھائے کوفہ میں تیرا شوہر امت کے زخم کھا کر واصل حق ہو گیا تیرے ابا کی امت تیری اولاد کو قبروں میں بھی ستا رہی ہے۔

پورا عرب تیری اولاد کی قتل گاہ ہے۔ تیرے ابا نے کہا تھا۔ فاطمہ میری رحلت کے بعد جو مجھے سب سے پہلے ملے گا وہ تو ہوگی تو ان کے پاس چل جائے گی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانہ اب بھی کربلا میں پڑا ہے جو لشکر سپاہ اور تاج و کلا کی تلواروں سے بچ رہے تھے۔ ان کی قبریں قتل

کردی گئیں ہیں۔ اپنی قبر کے قتل پر مجھے رونے دے تو اس قبر میں ہے اور میں تیرے سامنے زندہ ہوں۔ مجھے اپنی زندگی فعل عبث محسوس ہو رہی ہے۔ تیرے مرقد کے ذرے تمام کائنات کے مرورید سے افضل ہیں۔ ان میں مہر و ماہ سے بڑھ کر درخشانی ہے۔ لیکن زمانے نے آنکھیں پھیر لی ہیں اور اس کا شیشہ دل حمیت غیرت سے خالی ہو گیا ہے۔ (صفحہ ۱۶۶، ۱۲۵)

صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں:

کیا عشق کا نام عربوں کی لغت میں شرک ہے؟ یا ان کے ہاں سرے سے یہ لفظ ہی موجود نہیں۔ ان کے دل ابھی تک بنو امیہ میں ہیں، عربی سے واقف ہوتا تو کوہ صفا اور جبل احد پر کھڑے ہو کر پکارتا۔

اے محمد مصطفیٰ! ہم وطن تم نے جنت البقیع میں ہل پھروا کر ہمارے دل کے شیشے توڑ دیئے ہیں۔

شورش سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر:

احد پہاڑ سے ڈھیروں نیچے حضرت امیر حمزہ، عبد اللہ بن جحش اور معصب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبریں ہیں۔ لیکن آل سعود کی غیر شرعی یلغار نے ہموار کر دی ہیں۔ یہیں ہندہ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا سینہ چاک کر کے ان کا کلیجہ چبایا اور مثلہ کیا تھا۔ انہی شہداء کے فراق میں مدینہ اشکبار تھا، ہر گھر سے چیخیں نکل رہی تھیں، انہی چیخوں پر حضور مصطفیٰ نے کہا تھا۔ آہ! ”حمزہ کا رونے والا کوئی نہیں“۔ ہندہ نے تو حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا لیکن انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر چبا ڈالی۔ (صفحہ ۱۷۵)



تیرہویں فصل:

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات:

آپ رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت امام حاکم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمائی ہے۔ آپ کی شہادت ہوئی تو آپ حالت جنابت میں تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے دیکھا کہ فرشتے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے ہیں۔ علامہ ابن سعد نے حضرت حسن سے روایت بیان فرمائی ہے کہ سید کل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں نے دیکھا فرشتے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے تھے۔“

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ احمد کی مدد فرمائی:

سید جعفر بن حسن برزنجی نے اپنی کتاب جالیۃ الکبر باصحاب سید العجم والعرب صلی اللہ علیہ وسلم میں تحریر فرمایا (اس کتاب میں ان صحابہ کرام سے استفاضہ ہے جو بدر واحد میں شریک جہاد تھے اور ان کی کرامات و عظمت کا تذکرہ ہے) کہ علامہ حموی نے اپنی کتاب نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اہل القرن الحادی عشر میں جامع شریعت و حقیقت شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن عبد الغنی النبأ متوفی مدینہ طیبہ ماہ محرم ۱۱۶ھ سے روایت کی ہے۔ حضرت شیخ احمد نے فرمایا: میں نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ایک قحط زدہ سال میں مصر سے خریدے گئے دو اونٹوں پر سوار ہو کر سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ میں حضوری چاہتے تھے کہ اونٹ مدینہ پہنچ کر مر گئے۔ ہم خالی جیب ہو چکے تھے، نہ اونٹ خرید سکتے تھے اور نہ ہی کرائے پر سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں اس تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کر دی انہیں یہ بھی بتایا کہ کشائش تک مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہر جانا چاہتا ہوں وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمانے لگے آپ ابھی سیدنا حمزہ عم مصطفیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دیں۔ جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں اور

بھراول سے آخر تک انہیں اپنا حال سنائیں۔ میں نے تعمیل ارشاد کی اور چاشت کے وقت ہی آپ کے مزار اطہر پر حاضری دی اور شیخ گرامی کے حکم کے مطابق قرآن حکیم پڑھ کر اپنا حال سنا ڈالا۔ ظہر سے پہلے واپس ہوا۔ باب الرحۃ میں طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد شریف میں داخل ہوا تو وہاں والدہ محترمہ کو موجود پایا۔ فرمانے لگیں ابھی تمہیں ایک آدمی پوچھ رہا تھا اسے ملیے۔ میں نے عرض کیا وہ کہاں ہیں؟ کہنے لگیں حرم نبوی کے پیچھے چلے جاؤ۔ میں ادھر چلا گیا۔ وہ صاحب سامنے آگئے۔ پر ہیبت شخصیت اور سفید دازھی والے انسان تھے۔ مجھے فرمانے لگے شیخ احمد مرحبا، میں نے ان کے ہاتھ چوم لئے۔ مجھے فرمانے لگے مصر چلے جائیں۔ میں نے عرض کیا آقا کس کے ساتھ چلوں فرمانے لگے میں کسی آدمی کے ساتھ آپ کے کرائے کی بات کر دیتا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے کمپ تک لے گئے۔ وہ کچھ مصریوں کے ایک خیمے میں تشریف لے چلے اور میں بھی ان کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے جب خیمے کے مالک کو سلام کہا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ کے ہاتھ چومے اور بے حد تعظیم کی۔ آپ نے فرمایا: او میرے چہیتے! شیخ احمد اور ان کی والدہ کو مصر لے چلنا اس سال بہت زیادہ اونٹ مر گئے تھے اونٹوں کی قلت تھی اور کرایہ بہت زیادہ تھا۔ اس مصری نے آپ کا حکم مان لیا۔ آپ نے فرمایا: کتنے پیسے لے گا اس نے عرض کیا جتنے آپ کی مرضی ہوگی۔ آپ نے فرمایا اتنے اور اتنے لے لینا۔ اس نے بات مان لی۔ آپ نے اپنے پاس سے کرائے کا زیادہ حصہ ادا کر دیا۔ مجھے فرمانے لگے شیخ احمد اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آئیں، میں وہاں سے اٹھا اور وہ وہاں ہی تشریف فرما رہے۔ میں والدہ ماجدہ اور سامان کے ساتھ واپس آیا۔ اس مصری کو فرمانے لگے کہ مصر پہنچ کر یہ باقی کرایہ تجھے دے دیں گے۔ مصری نے یہ بات مان لی۔ آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی اور اسے میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد شریف پہنچے، فرمانے لگے تو مجھ سے پہلے اندر چلا جا۔ سو میں مسجد میں داخل ہوا نماز کا وقت ہو گیا۔ لیکن انتظار کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ نظر نہ آئے، میں نے بار بار ان کو تلاش کیا مگر نہ ملے۔ میں اس آدمی کے پاس آیا جسے کرایہ دے کر مجھے چھوڑ گئے تھے، میں نے اس سے آپ کے اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا وہ کہنے لگا میں تو انہیں نہیں

پہچانتا اور آج سے پہلے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ جب وہ تشریف لائے تو مجھ پر ایسا خوف اور اتنی ہیبت طاری ہوئی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں واپس آ گیا۔ بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکے۔ میں حضرت شیخ صفی الدین احمد قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو ساری بات بتائی۔ فرمانے لگے، سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کی روح پاک تھی۔ جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی پھر میں اس آدمی کے پاس چلا آیا، جس کے ساتھ مصر جانا تھا اور باقی حاجیوں کے ساتھ مصر روانہ ہو گیا۔ اس نے دورانِ سفر محبت و اکرام اور حسن خلق کا ایسا مظاہرہ کیا۔ جس کا اس جیسے لوگ سفر و حضر میں نہیں کیا کرتے۔ یہ سب کچھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی برکت تھی۔ اللہ ان کے وسیلے سے ہمیں نفع اندوز فرمائے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ یہاں حضرت حموی کی کتاب نتائج کی عبارت ختم ہوئی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے زائرین کی حفاظت فرمائی:

علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ایک کرامت شیخ محمد بن عبد اللطیف تھمام مالکی مدنی سے روایت کی ہے کہ میرے والد صاحب نے فرمایا کہ حضرت شیخ سعید بن قطب ربانی ابراہیم کو کردی سید الشہداء عم مصطفیٰ کی قبر کی زیارت کیلئے بارہ رجب سے پہلے ہی تشریف لے گئے۔ حالانکہ مدینہ والے وہاں بارہ رجب کو جایا کرتے ہیں۔ حضرت سعید بکثرت آپ کی زیارت کو جاتے اور پھر بارہ رجب تک وہیں ٹھہرے رہتے۔ میرے والد صاحب فرماتے ہیں کہ ہم بھی ایک سال آپ کے ساتھ گئے اور دیوان مسنودہ میں بیٹھ گئے۔ جب رات نے اپنے پردے لٹکا دیئے اور سب ساتھی سو گئے تو میں بطور چوکیدار بیٹھ گیا۔ میں نے ایک شاہسوار کو دیکھا جو وہاں کئی دفعہ چکر لگانے لگا۔ میں سستی کی وجہ سے نہیں اٹھا۔ میں جی میں کہنے لگا: اس وقت تک پڑے رہو گے کہ یہ سر چڑھ آئے گا۔ میں اٹھا اور کہا سوار تو کون ہے؟ سوار بولا: اے سوار نے پوچھنے کی جرأت کیوں کی تو میری پناہ میں اترا ہے اور خود بیدار ہو کر اور چوکیداری کر کے مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ میں تو خود تمہاری حفاظت کر رہا ہوں۔ میں حمزہ بن عبدالمطلب ہوں۔ یہ کہہ کر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم وعن الصحابة اجمعین۔



چودھویں فصل:

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو سلام

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو سلام:

مدینہ پاک کی حاضری اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے تو مزار سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر یوں سلام عرض کریں۔

السلام عليك يا سيدنا حمزه
السلام عليك يا عم رسول الله
السلام عليك يا عم حبيب الله
السلام عليك يا سيد الشهداء
ويا اسد الله و اسد رسوله
السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار

”سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ، سلام ہو آپ پر اے اللہ، کے رسول ﷺ کے چچا جان، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب ﷺ کے چچا جان، سلام ہو آپ پر اے مصطفیٰ ﷺ کے چچا جان، سلام ہو آپ پر اے شہیدوں کے سردار اور اے اللہ کے شیر اور اس کے رسول ﷺ کے شیر، سلام ہو آپ پر اس لیے کہ آپ نے صبر کیا تو کیا ہی عمدہ گھر جنت کا۔“



پندرہویں فصل

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شاعری

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے جنگ بدر کے بارے میں درج ذیل اشعار لکھے ہیں، لیکن بعض نے انکار کیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ اشعار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نہیں کہے۔

ألم ترا مرأً کان من عجب الدهر

و للحن أسباب مبینة الأمر

”کیا تو نے زمانہ کا ایک عجیب معاملہ نہیں دیکھا؟ موت کے کچھ اسباب بہت نمایاں ہوتے ہیں۔“

وما ذاك الا أن قوماً أقادهم

فحانوا تو اصوا بالعقوق و بالكفر

”وہ معاملہ یہ ہے کہ ایک قوم، جس نے نافرمانی اور کفر کی ایک دوسرے کو وصیت کر رکھی تھی دشمن کو فنا کرنے کیلئے آئی مگر خود فنا ہو گئی۔“

عشية راحوا نحو بدر بجمعهم

فكانوا رهونا للركبة من بدر

”یہ واقعہ اس شام کا ہے جب وہ سب کے سب میدان بدر میں آئے اور ان کی لاشیں بدر کے کنوئیں میں گروی ہو کر رہ گئیں۔“

و کنا طلبنا العیر لم نبغ غیرها

فاروا إلینا فالتقینا علی قدر

”ہم تو محض تجارتی قافلہ بنے کیلئے آئے تھے دوسری کوئی غرض نہیں تھی۔ مگر وہ آئے اور جیسا مقدر تھا ہم سے لڑنے لگے۔“

فلما التقینا لم تکن مثنویة

لنا غیر بالمشقفة السمر

”جب جنگ شروع ہوئی تو گندم گوں سیدھے نیزوں کے ساتھ نیزہ بازی کے سوا ہمارا کوئی کام نہ تھا۔“

و ضرب بیض یختلی الرأس حدھا

مشہرة الألوان بینة الأثر

”اور ایسی قاطع تلواروں کے ساتھ شمشیر زنی کرنے لگے جن سے دشمنوں کے سر اڑنے لگے اور وہ چمکدار، تلواریں اپنا نمایاں اثر چھوڑ رہی تھیں۔“

و نحن ترکنا عتبة الغی ثاویا

و شبة فی قتلی تخرجم فی الجفر

”ہم نے سرکش عتبہ اور اس کے بھائی شیبہ کو ان مقتولوں میں داخل کر دیا جو بدر کے کنوئیں میں ہمیشہ کیلئے دفن ہو گئے۔“

و عمر و ثوی فیمن ثوی من حمائهم

فشقت جیوب النائحات علی عمرو

”اور ان کا حمایتی ابو جہل عمرو بن ہشام بھی ان ہی میں رہ گیا اور یمن کرتے ہوئے عورتوں نے اس پر اپنے گریباں پھاڑ دیئے۔“

جیوب نساء من لؤی بن غالب

کرام تفرّ عن الذوائب من فھر

”لؤی بن غالب کی عالی نسب عورتوں نے، جو فہر کے اونچے طبقہ سے تعلق رکھتی ہیں اپنے گریباں پھاڑ دیئے۔“

اولنک قوم قتلوا فی ضلالهم

و خلّوا الواء غیر محتضر النصر

”یہ لوگ اپنی گمراہی میں ہی قتل ہو گئے اور اپنے پیچھے مدد سے محروم جھنڈا چھوڑ گئے۔“

لواء ضلال قاد ابلیس أھله

فجاس بهم أن الخیث الی غدر

”وہ گمراہی کا جھنڈا تھا، جس کے نیچے ابلیس نے ان کو جمع کیا، اور خبیث نے ان کو غداری پر آمادہ کیا۔“

و قال لهم اذ عابن الامر واضحا

برئت اليهم ما بي اليوم من صبر

”جب اس نے میدان جنگ میں ملائکہ کی قطاریں دیکھیں، تو کہنے لگا میں ان سے بیزار ہوں اور ان کی حمایت میں لڑنے سے معذور ہوں۔“

فاتى ارى مالا ترون و انسى

أخاف عقاب الله و الله ذو قسر

”اور کہنے لگا، اے اہل مکہ! مجھے وہ کچھ نظر آ رہا ہے، جس کے دیکھنے سے تم محروم ہو اور مجھے زبردست خدا کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔“

فقد مهم للحين حتى تور طوا

و كان بمالم يخبر القوم ذا خبر

”وہ انہیں ہلاکت میں ڈالنے کیلئے لے آیا اور میدان جنگ میں ان کو پھنسا کر بھاگ گیا اور جس انجام سے باخبر تھا لوگوں کو نہیں بتایا۔“

فكانوا غداة البشر الفأ وجمعنا

ثلاث منين كالمسدمة الزهر

”جس دن کفار کی لاشیں کنوئیں میں پھینکی گئیں وہ گنتی میں ایک ہزار تھے۔ اور ہمارے کلیوں جیسے روشن رُونو جوان صرف تین سوتھے۔“

و فينا جنود الله حين يمدنا

بهم في مقام ثم مستوضح الذکر

”اور ہماری مدد کیلئے اللہ کے لشکر ہم میں موجود تھے، جنہوں نے میدان جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔“

فشد بہم جبریل تحت لواننا
لدى مأزق فيه منايا هم تجرى
”ہمارے جھنڈے کے نیچے ان کو لے کر جبرائیل علیہ السلام نے ایسا حملہ کیا کہ
جنگ کے تنگ میدان میں ہر طرف دشمن کے خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔“

در جواب آل غزل:

حارث بن ہشام بن مغیرہ نے جواباً یہ اشعار کہے:
الا يا لقوم للصابا والهجر
و للحزن منى و الحوارة فى الصدر
”خبردار! اے قوم!! دوستوں کی جدائی اور غم پر تعجب کرو، جس کی سوزش سے
میرا سینہ جل رہا ہے۔“
و للدمع من عيني جواد كانه
فرید ہوی من سلك ناظمه بجرى
”نیز میری آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں پر تعجب کرو، جو ٹوٹی ہوئی لڑی کے
موتیوں کی طرح گر رہے ہیں۔“

على البطل الحلو الشمائل اذ ثوى
رھین مقام للركية من بدر
”یہ نالہ و شیون اس شیریں اخلاق پہلوان پر ہے، جو مقام بدر میں ہمیشہ کیلئے
ایک کنوئیں میں گروی ہو کر رہ گیا ہے۔“

فلا تبعدن يا عمرو و من ذى قرابة
و من ذى ندام كان ذا خلق غمر
”اے میرے عزیز اور پیارے مصاحب! خدا کرے تو رحمت سے دور نہ
رہے تو بڑے اخلاق عالیہ کا حامل تھا۔“

فان يك قوم صادفوا منك دولة
فلا بد للآيام من دول الدهر
”اگر دشمنوں کو تجھے ہلاک کرنے کا موقع مل گیا ہے، تو غم نہیں یقیناً زمانے پر
ایسے موقعے آتے ہی رہتے ہیں۔“

فقد كنت فى صرف الزمان الذى مضى
تريهم هو انما غنك ذا سبل و عر
”تو بھی تو ماضی میں زمانے کے ایسے ہی موقع پر ان کو ذلت ناک شکست دیا
کرتا تھا جس سے بچ نکلنے کے راستے بڑے دشوار گزار ہوتے تھے۔“

فآلا أمت يا عمر و اتركك ثائرا
ولا أبق بقيا فى اخاء ولا صهر
”اے عمر! اگر میں موت سے بچ نکلا، تو تیرا انتقام لے کر دم اُٹوں گا اور بھائی
چارے اور سسرال کے تعلقات کی وجہ سے کسی پر رحم نہیں کروں گا۔“

واقطع ظهراً من رجال بمعشر
كرام عليهم مثل ما قطعوا ظهري
”اور جیسے انہوں نے میری کمر توڑی ہے، میں بھی عزت والے آدمیوں کو
موت کے گھاٹ اتار کر ان کی کمر توڑ دوں گا۔“

اغرهم ما جمعوا من و شیطنة
ونحن الصميم فى القبائل من فھر
”کیا مختلف قبائل سے اپنے انبیا جمع کر کے وہ مغرور ہو گئے ہیں، حالانکہ ہم
خالص قریشی قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔“

فيال لؤى ذبو عن حريمكم
و آلهة لا تتركوها لذى الفخر
”اے آل لؤی! اپنی عورتوں اور اپنے خداؤں کی عزت کو بچاؤ۔ اور ان کو کسی

”سختی باز کے رحم و کرم پر نہ چھوڑو۔“

توارثھا آبائو کم و ورثم

أو اسیھا و البیت ذال سقف و السیر

”یہ چیزیں تمہیں اپنے آباء اجداد سے ورثہ میں ملی ہیں۔ اور اسی طرح تم مضبوط چھت اور حسین پردوں والے گھر کے بھی وارث ہو۔“

فما لحلیم قد اراد هلاکم

فلا تعذروه آل غالب من عذر

”اس برو بار آدمی کو کیا ہو گیا ہے، جس نے تمہاری بلاکت کا ارادہ کیا ہے؟ اے آل غالب! اس کو کبھی معاف نہ کرنا اور نہ اس کا کوئی عذر قبول کرنا۔“

وجدو المن عادیتمو و توازروا

و کونوا جمیعاً فی الناسی و فی الصبر

”اپنے دشمنوں کیلئے پوری تیاری کرو، باہمی تعاون سے کام لو اور صبر و مواسات میں جسم واحد کی طرح متحد ہو جاؤ۔“

لعلکم ان تشاروا باخیکم

ولا شی ان لم تشاروا بذوی عمرو

”شاید اس طرح تم اپنے بھائی کا انتقام لینے میں کامیاب ہو جاؤ، اور اگر تم نے انتقام نہ لیا تو تم عمرو کے دوست اور نمٹواری نہیں ہو۔“

بمطردات فی الأكف کأنھا

و میض تطیر الهام بیتة الأثر

”ہاتھوں میں ایسے براں اور لچکدار نیزے لے کر حملہ کرو، جو واضح طور پر کھوپڑیوں کو بدنوں سے اڑا دیں۔“

کأن مدبّ الذرفوق متونھا

إذا جردت يوماً لأعدائھا الخزر

”جب ان کو بدترین دشمنوں کے سامنے کیا جاتا، تو یوں معلوم ہوتی ہیں، جیسے ان کی دھاریں مکھیوں اور چیونٹیوں کو اڑانے والے پتکھے ہیں۔“

ابن ہشام کہتے ہیں، ”ابن اسحاق کی روایت میں اس قصیدے میں واقع ہونے والے دو کلمے ”الفخر“ اور ”فما حلیم ہم نے اپنی طرف سے بدل دیئے ہیں کیونکہ اس کے کلموں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پائی جاتی تھی“ ضرار بن خطاب فہری نے کہا:

عجبت لفخر الاوس و الحین دائر

عليهم غدا و الدهر فيه بصائر

”مجھے اوس کے فخر پر تعجب ہوتا ہے، جب کہ مستقبل قریب میں ان پر بھی موت کا چکر چلنے والا ہے اور زمانہ میں عبرت کے بڑے بڑے سامان پنہاں ہیں۔“

و فخر بنی النجار ان كان معشر

اصيوا بيدر كلهم ثم صابر

”اس طرح بنو نجار کے فخر پر بھی تعجب ہوتا ہے۔ اگر ہماری ایک جماعت بدر میں قتل ہو گئی ہے، اور انہوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، تو اس میں ان کیلئے فخر کی کون سی بات ہے۔“

فان تك قتل غودرت من رجالنا

فانار جالا بعدهم سنغادر

”اگر ہمارے کچھ مرد قتل ہو کر میدان جنگ میں رہ گئے ہیں، تو ان کے بعد ہم بھی ان کے آدمی میدان جنگ میں چھوڑیں گے۔“

و تردى بنا الجرد العناجيج و سطکم

بنی آلاوس حتی یشفی النفس ثائر

”اے اوس کے بیٹو! ہمارے تیز زور کم مٹو گھوڑے ہمیں لے کر تمہارے گھروں میں دوڑیں گے تاکہ انتقام لینے والا انتقام لے کر شفا پائے۔“

و وسط بنی النجار سوف نکرھا

لھا بالقنا و الدار عین ذو افر

”اور ہم جلد ان کو بنو خزرج کے درمیان بھی دوڑائیں گے، جو نیزوں اور زرہ پوش نوجوانوں کے شور میں حملہ آور ہوں گے۔“

فترك صرعی تعصب الطیر حولهم

ولیس لهم آلا الامانی ناصر

”اور میدان میں ان کے اتنے مقتول چھوڑیں گے، جن کے گرد پرندوں کی جماعتیں جمع ہو جائیں گی اور فقط آرزوؤں کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔“

و تبکیهم من اهل یثرب نسوة

لھن بہا لیل عن النوم ساھر

”اور ان پر اہل یثرب کی عورتیں اس قدر روئیں گی، کہ رات بھر ماتم کرنے کی وجہ سے جاگتی ہیں۔“

و ذالك انا لا تزال سیوفنا

بھن دم مقن یحاربن مائر

”یہ اس لئے کہ جس قوم سے ہم لڑتے ہیں، ہماری تلواریں ان کے خون سے رنگین ہوتی ہیں۔“

فان تظفروا فی یوم بدر فاتما

بأحمد أمسی جدکم و هو ظاھر

”اگر بدر کی جنگ میں تمہیں کچھ کامیابی نصیب ہوئی ہے، تو وہ احمد مجتبیٰ کی وجہ سے ہوئی ہے، اور تمہاری قسمت جاگ پڑی ہے۔“

و بالتفر الأخیارهم أولیاؤہ

یحامون فی اللأواء و الموت حاضر

”اور اس کے بہترین دوستوں کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، جو موت کی موجودگی

میں گھمسان کی جنگ کے وقت اپنے ساتھیوں کو بچاتے ہیں۔“

يَعْدُو ابوبكر و حمزة و فيهم

و يدعى على وسط من انت ذاكر

”ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ، حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔“

اولئك لا من نتجت في ديارها

بنو الاؤس و النجار حين تفاخر

”ان کی وجہ سے کامیابی حاصل ہوئی ہے، نہ ان کے سبب سے جن کو اؤس اور خزرج نے اپنے گھروں میں جنم دیا ہے۔“

ولكن أبوهم من لؤي بن غالب

اذا عدت الانساب كعب و عامر

”جب انساب کا ذکر آتا ہے، تو ان کے باپ کعب اور عامر، لوی بن غالب کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔“

هم الطاعنون الخيل في كل معرك

غداة الهياج الاطبيون الاكابر

”یہی لوگ لڑائی کے ہر میدان میں شہسواروں سے نیزہ بازی کرتے ہیں یہ بڑے پاکباز اور اونچے طبقہ کے لوگ ہیں۔“

اس کے جواب میں بنو سلمہ کے مشہور شاعر کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نے یہ اشعار کہے:

عجبت لأمر الله و الله قبادر

على ما أراد ليس لله قاهر

”مجھے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر تعجب ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کے پورا کرنے پر قادر ہے۔ اس پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔“

قضى يوم بدر أن تلاقى معشراً

بغواو سبيل البغي بالناس جائر

”اس نے بدر کے دن یہ فیصلہ کیا کہ ہم باغی جماعت سے لڑیں اور لوگوں کے حق میں بغاوت کا راستہ انتہائی میسر نہ رہا ہے۔“

وَقَدْ حَشَدُوا وَاسْتَفَرُّوا مِنْ تَلِيهِمْ
مَنْ النَّاسِ حَتَّى جَمَعَهُمْ مَتَكَائِرُ
”وہ آس پاس کے لوگوں کو اکٹھا کر کے ہمارے مقابلہ میں بھاری جمیعت لے کر آئے۔“

وَسَارَتِ الْيَنَّا لَا تَحَاوِلْ غَيْرَنَا
بِأَجْمَعِهَا كَعَبْ جَمِيعًا وَعَامِرُ
”بنو کعب اور بنو عامر کے سب قبائل نے مل کر ہم پر بلہ بول دیا اور ان کا ہمارے سوا کسی سے لڑنے کا ارادہ نہیں تھا۔“

وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْأَوْسُ حَوْلَهُ
لَهُ مَعْقِلٌ مِنْهُمْ عَزِيزٌ وَنَاصِرُ
”ہم میں اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اور ان کے اطراف بنو اوس ہیں۔ وہ آپ ﷺ کیلئے ایک قلعہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اور غالب رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔“

وَجَمْعُ بَنِي النَّجَارِ تَحْتَ لَوَائِهِ
يَمْشُونَ فِي الْمَآذِي وَالتَّقَعُّ ثَائِرُ
”بنو نجار کی جماعت آپ ﷺ کے پرچم کے نیچے ہے وہ سفید اور گرم زربہوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں، اور گرد و غبار ہے کہ آزار بار بار ہے۔“

فَلَمَّا لَقَيْنَاهُمْ وَكُلُّ مُجَاهِدٍ
لِأَصْحَابِهِ مُسْتَبِلُ النَّفْسِ صَابِرُ
”پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر مجاہد اپنے ساتھیوں کیلئے، خود اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور ثابت قدم تھا۔“

شہدنا بأن اللہ لا رب غیرہ
و أن رسول ﷺ اللہ بالحق ظاہر
”ہم گواہی دیے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں، اور اللہ کے رسول ﷺ حق
کے ساتھ غلبہ حاصل کرنے والے ہیں۔“

وقد عُرِيتَ بِيضَ خِفَافٍ كَأَنهَآ
مَقَابِيسُ يَزْهِيهَا لَعِينُكَ شَاهِرٌ
”چنانچہ چمکتی ہوئی، ہلکی (تلواریں) برہنہ کر لی گئیں۔ گویا کہ وہ شعلے ہیں، اور
تلوار کھینچنے والا تیری آنکھ کے سامنے انھیں حرکت دے رہا ہے۔“

بَهَنَ أَبَدْنَا جَمْعَهُمْ فَتَبَدُّوا
وَ كَانَ يَلَاقِي الْحَيْنَ مِنْ هُوَ فَاجِرٌ
”انہی تلواروں کے ذریعے ہم نے ان کی جماعت کو برباد کر ڈالا، تو وہ پریشان
ہو گئے، چنانچہ جو بھی نافرمان تھا، موت سے ملاقات کر رہا تھا۔“

فَكَبَّ أَبُو جَهْلٍ صَرِيْعًا لَوْ جَهَّه
وَعَبْءٌ قَدْ غَادَرَنَّهُ وَهُوَ عَآثِرٌ
”بالآخر ابو جہل نے منہ کے بل پٹخنی کھائی۔ اور عقبہ کو انہوں نے ایسی حالت
میں چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔“

و شَيْبَةٌ وَ التَّيْمَى غَادَرْنَ فِي الْوَعَى
وَ مَا مِنْهُمَا إِلَّا بَذَى الْعَرْشِ كَآفِرٌ
’اور شیبہ، نیز تہمی کو انہوں نے چیخ و پکار میں چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ اور یہ دونوں صاحب
عرش کے انکاری تھے۔“

فَأَمْسُوا وَقُودَ النَّارِ فِي مَسْتَقَرِّهَا
وَ كُلَّ كُفُورٍ فِي جَهَنَّمَ صَائِرٌ
”غرض آگ کے مستقر میں وہ ایندھن بن گئے۔۔۔ اور ہر منکر جہنم ہی میں

منتقل ہونے والا ہے۔“

تَلْظِي عَلَيْهِمْ وَهِيَ قَدْ شَبَّ حَمِيهَا

بِزَبْرِ الْحَدِيدِ وَالْحَجَارَةِ سَاجِر

”اس حالت میں، کہ اس کی گرمی شباب پر ہے، وہ ان پر شعلہ زن ہے..... جو لوہے اور پتھروں کی تختیوں سے بھری ہوئی ہے۔“

وَكَا نَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَقْبِلُوا

فَوَلُّوا وَقَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ سَاحِر

”رسول اللہ ﷺ نے تو ان سے یہ فرمایا تھا کہ (میری بات) قبول کرو۔ لیکن انہوں نے منہ پھیر لیا، اور کہا کہ تو جادوگر ہے۔“

لَأْمُرَ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَهْلِكَ وَابِه

وَلَيْسَ لِأَمْرٍ حَمَمَهُ اللَّهُ زَاجِر

”یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا تھا، وہ اسی میں ہلاک ہوں..... اور جس بات کا فیصلہ اللہ رب العزت فرما لیتے ہیں، اسے روکنے والا کوئی بھی نہیں۔“

عبد اللہ بن زبیری نے مقتولین بدر کے مرثیہ میں کہا (بعض نے یہ اشعار اُشی بن زرارہ تمیمی سے منسوب کئے ہیں۔

مَاذَا عَلِيٌّ بِدَرٍّ وَمَاذَا حَوْلَهُ

مَنْ فَتِيَّةٍ بِيضَ الْوَجْهِ كَرَام

”بدر، اور اس کے ماحول پر کیا (آفت آگئی) ہے، کہ گورے گورے چہرے والے شریف نوجوانوں نے.....“

تَرْكُوا نُبِيَّهُمَا بَيْنَهُمْ وَمَتَبَّهًا

وَابْنِي رِبِيعَةَ خَيْرِ خَصْمٍ فَتَام

”نبیؐ، منجہ اور ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو، جو لوگوں کی (ان) جماعتوں کے بڑے مخالف تھے، ان کے درمیان چھوڑ دیا؟“

و الحارث الفیاض یبرق وجهہ

کالبدر جلی لیلۃ الاظلام

”اور فیاض حارث کو چھوڑ دیا، جس کے بدر کی طرح چمکنے والے چہرے نے اندھیری رات کو روشن کر دیا ہے۔“

والعاصی بن منبہ ذا مرۃ

محاتمیمما غیر ذی اوصام

”اور منبہ کے بیٹے عاص کو (بھی چھوڑ دیا) جو قوی تھا..... (یوں لمبا گویا) پورا نیزہ تھا اور عیبوں سے پاک تھا۔“

تسمی بہ أعراقہ وجدودہ

ومائر الأخوال و الأعمام

”اس (عاص) کے ذریعے اس (منبہ) کے اصلی صفات، اس کی استعداد اور ماموں، چچاؤں کے صفات حمیدہ پرورش پاتے تھے۔“

و اذابکی باک فاعول شجوه

فعل رئیس الماجد ابن هشام

”اور جب کوئی رونے والا رویا، اور اپنے غم کا اظہار آواز بلند کیا تو (سمجھ لو کہ) عزت و شان والے سردار ابن ہشام پر آواز بلند کر رہا ہے۔“

حیا الالہ أبا الولید ورہطہ

رَبُّ الانام و خصہ بسلام

”ابو الولید اور اس کی جماعت کو خدا زندہ رکھے..... اور رب الانام انھیں سلامتی سے مخصوص فرمائے۔“

حضرت حسان بن علیؓ نے عبد اللہ بن زبیری کے جواب میں کہا:

ابک بکت عیناک ثم تبادرت

بدم تَعْلُ غروبها سَجَام

”تو بدر کے مقتولوں پر رو! خدا کرے تیری آنکھیں سدا روتی رہیں۔ اور آنسو ختم ہونے کے بعد، بہنے والے خون سے پلکوں کو جلدی اور بار بار تر کر لیں۔“

مَا ذَا بَكَيْتَ بِهِ الَّذِينَ تَتَابَعُوا

هَلَّا ذَكَرْتَ مَكَارِمَ الْأَقْوَامِ

”تو پے در پے ہلاک ہونے والوں پر کیا روتا ہے..... شریف لوگوں کا تذکرہ کیوں نہیں کرتا؟“

وَذَكَرْتَ مَنَا مَا جَدَا ذَاهِمَةً

سَمَحَ الْخَلَّاقُ صَادِقَ الْأَقْدَامِ

”اور ہم میں سے ایک بزرگ، ہمت، نرم اخلاق اور راست اقدام والے کا ذکر کیوں نہیں کرتا؟“

اعْنَى النَّبِيُّ إِخَا الْمَكَارِمِ وَالنَّدَمِ

وَأَبْرَ مِنْ يُولَى عَلَى الْأَقْسَامِ

”اس سے میری مراد وہ نبی اکرم ﷺ ہیں، جو سخاوت و شرافت کو لازم پکڑنے والے، اور قسم کھانے والوں میں سے اپنی قسم کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے ہیں۔“

فَلَمَثَلُهُ وَلِمَثَلِ مَا يَدْعُو لَهُ

كَانَ الْمَمْدُوحُ غَيْرَ كَهَامِ

”یقیناً آپ ﷺ اور آپ ﷺ کا رب..... جس کی طرف آپ ﷺ دعوت دیتے ہیں..... مدح و ثنا کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر وہ بے مروت بھی نہیں۔ یہ اشعار بھی حسان رضی اللہ عنہ نے کہے ہیں۔“

تَبَلَّتْ فُؤَادُكَ فِي الْمَنَامِ خَرِيدَةً

تَشْفَى الضَّجِيعَ بِأَرْدِ بِسَامِ

”ایک نازک اندام دوشیزہ نے نیند میں تیرے دل کو بیمار کر دیا، جو ساتھ لیٹنے

والے کو سرد اور آبدار دانتوں کا پانی پلاتی ہے۔“

كَالْمَسْكِ تَخْلُطُهُ بِمَاءِ سَحَابَةٍ

او عاتقِ کدم الذییح مدام

”وہ کستوری کی طرح خوشبودار ہے جس میں بارانِ رحمت کی آمیزش ہے۔۔۔۔۔

یا عمدہ شراب، کہ جس کا رنگ خون کی طرح سُرخ ہے۔“

نُفْجُ الْحَقِیْقَةِ بِوُضْهِهَا مُتَنَضِّدٌ

بلہاءِ غیر و شیکۃ الاقسام

”وہ بھاری بھاری سرینوں والی ہے، جو تدرت گوشت سے ابھرے ہوئے

ہیں۔ بھولی بھالی ہے، اور جلدی جلدی غم کھانے کی عادی نہیں۔“

بَنِیْتُ عَلٰی قَطَنِ اجَمٍّ کَاَنَّهُ

فضلاً اذا قعدت مدام رُخَامِ

”وہ گدازانوں والی ہے۔ جب ایک کپڑا پہن کر بیٹھتی ہے، تو خوشبو رگڑنے

والی سل کی طرح صاف اور ملائم معلوم ہوتی ہے۔“

و تَکَادُ تَکْسِلُ اَنْ تَحِیَّ فَرَاشَهَا

فی جسمِ خَرْعَبَةٍ وَ حَسَنِ قَوَامِ

”وہ اتنی خوبصورت اور نازک اندام ہے کہ اپنے بستر پر آنے سے تھک جاتی ہے۔“

اَمَّا النَّهَارُ فَلَا اَقْتَرُ ذَکَرَهَا

و اللیل تو زعنہ بہا احلامی

”دن کے وقت بھی میں اس کی یاد میں سُستی نہیں کرتا، اور رات کے وقت

خواب مجھے اس کیلئے پریشان رکھتے ہیں۔“

اَقْسَمْتُ اَنْ سَاہَا وَ اَتَرَکْ ذَکَرَهَا

حتی تغیب فی الضریحِ عظامی

”میں قسم کھا کر جتا ہوں، میں اسے بھلا دوں گا اور اس کا ذکر ترک کروں گا،

یہاں تک کہ مرنے کے بعد میری ہڈیاں قبر میں دفن ہو جائیں۔“

بل من لعاذلة تلوم سفاهة

ولقد عصيت على الهوى لوامي

”لیکن اس ملامت گیر عورت کو کون سمجھائے، جو اپنی بیوقوفی سے مجھے ملامت کرتی

ہے۔ حالانکہ میں محبت کے معاملہ میں کسی بھی ملامت گر کی پرواہ نہیں کرتا۔“

بکرت على بسحرة بعد الغمر

وتقارب من حادث الايام

”جو نیند کے بعد اور یوم وصال کے قریب صبح سویرے سویرے میرے پاس

آ جاتی ہے۔“

زعمت بأن المرء يكره عمره

عدم لمعتكر من الاصرام

”وہ کہتی ہے کہ عیش و عشرت میں بے شمار اونٹ ضائع کرنے کے بعد آدمی کی

عمر ہلاکت کے قریب ہو جاتی ہے۔“

ان كنت كاذبة الذی حدثنی

فنجوت منجی الحارث بن هشام

”اے عورت! اگر تو ان باتوں میں جھوٹی ہے، جو مجھ سے بیان کرتی ہے، خدا

کرے میں بھی حارث بن ہشام کی طرح بھاگ کر اپنی جان بچا لوں۔“

ترك الالهة أن يقاتل دونهم

ونجا برأس طمرقة ولجام

”جو اپنے دوستوں کی حفاظت کیلئے لڑنے کی بجائے تیز رو گھوڑی کو لگام دے

کر بھاگ گیا۔“

تذر العناجيج الجياد بقفرة

مر الدموك بمحصدور جام

”وہ ریگستان میں تیز رو گھوڑوں کو یوں پیچھے چھوڑ جاتی ہے، جیسے وہ مضبوط رسی اور بھاری ڈول والی پانی کھینچنے کی چرنی ہے۔“

مَلَأَتْ بِهِ الْفَرْجَيْنِ فَاَرَمَدَتْ بِهِ

وَتَوَلَّى أَحَبَّتْهُ بَشَرٌ مَقَامُ

”اس نے اسے لے کر بھاگتے وقت اپنے ہاتھوں اور ٹانگوں کا درمیانی فاصلہ بھر دیا، حالانکہ اس کے دوست و عزیز ایک بُری جگہ میں مرے پڑے تھے۔“

وَبَنُو أَبِيهِ وَرَهْطُهُ فِي مَعْرَكِ

نَصْرِ الْإِلَهِ بِهِ ذُو الْإِسْلَامِ

”اس کے بھائی اور خاندان کے دوسرے لوگ اس میدان میں مرے پڑے تھے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کی مدد فرمائی۔“

طَعَنَتْهُمْ اللَّهُ وَاللَّهُ يَنْفِذُ أَمْرَهُ

حَرْبَ يَشِبُّ سَعِيرَهَا بِضَرَامِ

”اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو نافذ کرنے والا ہے۔ چنانچہ ان کو لڑائی کی ایسی آگ میں پیس ڈالا تھا، جس کے شعلے بڑی بڑی لکڑیاں جلنے سے بلند ہوتے ہیں۔“

لَوْلَا الْإِلَهِ وَجَرِيهَا لَتَرَكْنَاهُ

جُزُرِ السَّبَاعِ وَدُسْنِهِ بِحَوَامِ

”اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس گھوڑی کی تیز رفتاری کام نہ آتی، تو وہ درندوں کی خوراک بن جاتا اور اس کا بدن گھوڑے کے پاؤں میں پس جاتا۔“

مَنْ بَيْنَ مَأْسُورٍ يُشَدُّ وَثَاقُهُ

صَفَرٍ إِذَا لَاقَى الْأَسْنَةَ حَامِ

”بازوں جیسے قوی پہلوان بدر میں قید ہو گئے، اور ان کی مشکلیں کس کر باندھی گئیں۔“

وَمُجَدِّلٌ لَا يَسْتَجِيبُ لِدَعْوَةِ

حَتَّى تَزُولَ شَوَامِخُ الْأَعْلَامِ

”اور کچھ قتل ہو کر زمین پر گر پڑے، جو کسی پکارنے والے کی پکار کا جواب نہیں دیتے حتیٰ کہ اونچے اونچے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں۔“

بالعار و لذّ المین اذا رای
بیض السیوف تسوق کل ہمام
”جب انہوں نے چمکدار تلوار کو عار اور کھلی ذلت کے ساتھ ہر سردار کو ہانکتے دیکھا۔“

یَیْذٰی اَغْرَا اِذَا اَنْتَمٰی لَمْ یُخْزَہ
نَسْبُ الْقِصَارِ سَمِیْدَعِ مَقْدَامِ
”وہ تلواریں ہر اس روشن رو، پیش قدمی کرنے والے سردار کے ہاتھ میں تھیں، جس کے بزرگوں نے حصولِ مکارم میں کوتاہی نہیں کی۔“

بعض اذا لاقَتْ حَدیْدًا صَمَمَتْ
کَالْبَرْقِ تَحْتَ ظِلَالِ کُلِّ غَمَامِ
”وہ تلواریں جب زہروں اور خودوں سے ٹکراتی ہیں، تو یوں چمک پیدا کرتی ہیں، جیسے بادلوں میں بجلی کوندتی ہے۔“

ابن ہشام کہتے ہیں: حارث بن ہشام نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے جواب میں کہا:

اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَرْکُتُ قِتَالِہِم
حَتّٰی جِئُوا مُہْرٰی بِاَشَقَّرِ مُزَبَدِ
”اللہ تعالیٰ جانتا ہے، جب تک انہوں نے میرے گھوڑے کو جھاگ پیدا کرنے والے خون سے رنگ نہیں دیا، میں نے ان سے لڑنے سے منہ نہیں موڑا۔“

و وَجَدَتْ رِیْحَ الْمَوْتِ مِنْ تَلْقَائِہِم
فِی مَآزِقِ وَ الْخِیْلِ لَمْ تَبْدَدِ
”اور مجھے ان کی طرف سے جنگ کی ٹنگ جگہ میں موت کی بو آنے لگی، جبکہ گھوڑے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے تھے۔“

و عرفت انی ان اقاتل و احداً

أقتل ولا ينكى عدوى مشهدى

”اور میں نے معلوم کر لیا، اگر میں اکیلا لڑوں گا، تو قتل ہو جاؤں گا اور میرا میدان میں موجود رہنا دشمن کو کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

فصدت عنهم و الأحبة فيهم

طمعاً لهم بعقاب يوم مفسد

”چنانچہ میں یہ سوچ کر اپنے عزیزوں کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا کہ پھر ان کو کسی دن خوفناک سزا سے دوچار کروں گا۔“

اصمعی کہتے ہیں: معذرت خواہی میں یہ سب سے اچھے اشعار کہے گئے ہیں۔ مگر خلف

الاحمر کہتا ہے کہ اس مقصد میں بہترین، بہیرہ بن ابی وہب کے درج ذیل اشعار ہیں۔

لعمرك ما وليت ظهري محمداً صلی اللہ علیہ وسلم

و أصحابه جناً ولا خيفة القتل

”تیری عمر کی قسم، میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی طرف سے بزدلی کی وجہ اور قتل کے خوف سے پیٹھ نہیں پھیری۔“

و لكننى قلبت أمري فلم أجد

ليسفى مساعداً إن ضربت ولا نبلى

”لیکن میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا، اگر میں تلوار چلاؤں گا، تو میری شمشیر زنی اور تیر اندازی کچھ فائدہ نہ دے گی۔“

وقفت فلما خفت ضيعة موقفى

رجعت بعود كالهزبر الى الشبل

”میں دشمن کے مقابلے میں ڈنار ہا۔ لیکن جب بے فائدہ ہلاک ہونے کا خطرہ پیدا ہوا، تو میں دوبارہ حملہ کی نیت سے اس طرح واپس مڑا، جس طرح شیر اپنے بچوں کی حفاظت کیلئے واپس لوٹتا ہے۔“

سولہویں فصل:

مرثیہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

بزبان حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

أتعرف الدار عفار سمها
 بعدك صوب الميل الهاطل
 بين السرا دبح فأدمانة
 فمدفع الروحاء في حائل
 سالتها عن ذاك فاستعجمت
 لم تدرو ما مرجوعة السائل
 دع عنك دارا قد عفار سمها
 و ابك على حمزة ذى النائل
 المالى الشيزى اذا أعصفت
 والتارك القرن لدى لبدة
 يعثر فى ذى الخرص الذابل
 واللابس الخيل اذا أجمت
 كالليث فى غابته الباسل
 ابيض فى الدرورة من هاشم
 لم يمدون الحق بالباطل
 مال شهيدا بين اسيا فكم
 شلت يدا وحشى من قاتل
 اتى امرىء غادر فى آلة

مطرورة مارنة العامل
 اظلمت الارض لفقدانه
 واسود نور القمر الناصل
 صلى عليه الله في جنة
 عالية مكرمة الداخل
 كنا نرى حمزة حرزا لنا
 في كل امرنا بانازل
 وكان في الاسلام ذاتدراء
 يكفيك فقد القاعد الخاذل
 لا تفرحي يا هند وستحلبى
 دمعا و اذرى عبرة الثاكل
 وابكى عليه عتبة اذ قطه
 بالسيف تحت الرهج الجائل
 اذ خر في مشيخة منكم
 من كل عات قلبه جاهل
 ارداهم حمزة في اسرة
 يمشون تحت الحلق الفاضل
 غداة جبريل وزيرله
 نعم وزير الفارس الحامل

ترجمہ اشعار:

”کیا تم حبیب کا گھر پہچان سکتے ہو؟ تمہارے جانے کے بعد لگاتار اور مسلسل
 موسلا دھار بارشوں نے ان کے راستوں کے نشانات مٹا ڈالے ہیں۔“

یہ گھر، یہ وادیاں، یہ مقامات خصوصاً ”امانہ“ اور ”طسی“ پہاڑ کی وادی جو ”حاکل“ میں رؤسائے قریش کے پانی کے جمع ہونے کی جگہ کے درمیان واقع ہے۔ میں نے اس گھر سے اس کا سبب پوچھا تو گھر والا گونگا بن گیا اسے معلوم نہ تھا کہ سوال کرنے والے کیلئے کیا جواب تھا۔

اچھا! گھر کا ذکر چھوڑو اس کا تو نشان بھی مٹ گیا ہے۔ اب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو صاحبِ عطا اور بخشش تھے ان کا ذکر کرو۔

اس حمزہ پر آنسو بہاؤ جو ضرورت مندوں اور غریبوں کے لکڑی کے پیالوں کو اس وقت بھر دیا کرتے تھے جب موسم سرما کی قحط سالی کے وقت غبار آلود ہوائیں تیز اور سخت ہو جاتی تھیں۔

حمزہ وہ شخص تھے جو میدان جنگ میں اپنے مد مقابل کو اپنے نیزے سے ٹھوکریں مار کر قلابازیاں کھاتے ہوئے یوں چھوڑ دیا کرتے تھے جس طرح ایک بڑے بالوں والا شیر اپنے شکار کو پھینک دیتا ہے۔

وہ ایسا شخص تھا جس کے رعب سے شیر اپنی کچھار سے باہر نہیں نکلتا تھا۔

وہ بنو ہاشم کے سارے خاندان میں ایک سربرآوردہ شخصیت کے مالک تھے اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف نہیں جاتے تھے۔

خدا کرے وحشی کے دونوں ہاتھ شل ہو جائیں جس کی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کفار کی تلواروں کے سایہ میں آ گئے۔

وحشی نے یہ نہ سوچا کہ وہ کس شخص کو اپنے خنجر کا نشانہ بنا رہا ہے اس نے اپنے خنجر کو بہت تیز کیا تھا اور اس کی نوک بھی سخت تیز تھی۔

حمزہ رضی اللہ عنہ کی موت سے ساری دنیا تاریک ہو گئی اور بادلوں سے نظر آنے والا چاند بھی نظر آنے لگا۔

اللہ تعالیٰ حمزہ رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمت نازل فرمائے انہیں اپنی جنت میں جگہ دے اور اکرام و اعزاز سے نوازے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہم پر مصائب نازل ہونے کے وقت ایک ڈھال کا کام دیتے تھے۔

وہ اسلام کے زبردست حامی تھے اس کا دفاع کرتے تھے۔ وہ میدان جنگ میں تھک جانے والوں اور بے بس ہونے والوں کی کمی پوری کرتے تھے۔ اے ہندہ! تم خوشی نہ مناؤ بلکہ آنسوؤں کا دودھ تیار کرو اور اس ماں کی طرح بڑے بڑے آنسو گراؤ جس کے بچے مر جاتے ہیں۔

تو عتبہ پر رو جسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے غبار بنادیا تھا۔ جب تمہارا عتبہ دھڑام سے زمین پر گر اتو اس کے سرکش اور جاہل بڑے بڑے سردار ساتھی دم بخود رہ گئے۔

مکہ کے کفار کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت قتل کیا جب کہ ان کے جسم لوہے کے لباس میں ڈوبے ہوئے تھے۔

اس دن حضرت جبریل علیہ السلام حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی امداد فرما رہے تھے اور دیکھا جائے تو اس سوار کے کتنے ہی اعلیٰ مددگار تھے۔

مرثیہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بزبان حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ:

طرقك همومك فالرقاد مسهد
و جزعت ان سلخ الشباب الاعيد
و دعت فؤادك للهرى صمه
فهواك غورتى و صحوك منجد
فدع التماذى فى الغواية سادرا
قد كنت فى طلب الغواية تفند
و لقد ائلى لك ان تناهى طائعا
او تستفيق اذا بهاك المرشد

ولقد هددت لفقد حمزة هذه
 ظلت بنات الجوف منها ترعد
 ولو أنه فجعت حراء بمثله
 رأيت راسي صخرها يتبدد
 قرم تمگن فی ذوابته هاشم
 حيث التوبة والندی و السؤدد
 والعافر الكوم الجلال اذا غدت
 ربح يكاد الماء منها يجمد
 والتارك القرن الكمي مجندلا
 يوم الكريهة والقنا يتفصد
 وتراه يرفل في الحديد كانه
 ذوبدة ششن البرائن اربد
 عم النبي محمد و صفیه
 ورد الحمام فطاب ذاك المورد
 و افی المنية معلما في اسرة
 نصرروا النبي و منهم المستشهد
 ولقد اخل بذاك هندا بشرت
 لتميت داخل غصة لا تبرد
 مما صبحنا بالعنقل قومها
 يوما تغيب فيه عنها الاسعد
 و بينر بدر اذيرد وجوههم
 جبريل تحت لواءنا و محمد

حتی رأیت لدى النبی سراتهم
 قسمین یقتل من نشاء و یطرد
 فاقام بالعطن المعطن منهم
 سبعون عتبه منهم و الأسود
 و ابن المغیره قد ضربنا ضربه
 فوق الورید لہار شاش مزبد
 و امیة الجحمی قوم میلہ
 غضب بایدی المؤمنین مہند
 فاتاک فلّ المشرکین کانہم
 الخیل تشفہم نعام شرد
 شتان من هو فی جہنم ثاویا
 ابد و من هو فی الجنان مخلد

ترجمہ اشعار:

”تیری یادوں نے آدھی رات آکر مجھے بے آرام کر دیا اور میری نیند اچاٹ ہو گئی پھر تم نے اپنے زخم دکھائے تو میری پر کیف زندگی ویران ہو گئی۔
 خمریہ نے تیرے دل کو محبت اور الفت کی دعوت دی تھی تیرا یہ عشق مجازی تھا اور پست تھا مگر اب تیری پرواز بلند یوں کو پیچھے چھوڑ رہی ہے۔
 گمراہی اور بے راہ روی میں بھٹکنے والے! یہ تساہل اور تغافل چھوڑ دے تو بے راہ روی کے پیچھے پڑ کر بہت بے وقوف ہو رہا ہے۔
 اب تیرے لئے وقت آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے باز آ جاؤ جب تمہیں تمہارا ہادی و مرشد منع کرے تو ہوش میں آ جاؤ۔
 اب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کھوکھو کر میں شکستہ دل اور بوڑھا ہو گیا ہوں میرے باطنی اعضاء دل اور جگر کاٹنے لگے ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قیادت کا صدمہ اگر ”کوہِ حرا“ کو محسوس ہوتا تو اس کے پتھر ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایسے سردار تھے جن پر بنو ہاشم کو ناز تھا ان میں نبوت، عطا اور بخشش کی علامتیں پائی جاتی تھیں۔

وہ ایسی سردی میں جب اونٹوں کی کوبانیں جم جاتی تھیں اور جانوروں کی برغانی ہوائیں چلتی تھیں تو وہ بڑے بڑے طاقتور اونٹوں کو ذبح کر کے مہمانوں کی تواضع کیا کرتے تھے۔

میدان جنگ میں جب بڑے جنگجو بہادروں کے نیروں پر نیزے پڑتے تو وہ انہیں زمین پر پچھاڑ دیا کرتے تھے۔

اگر تم انہیں میدان جنگ میں تلوار لہراتے دیکھ لیتے تو تمہیں گمان ہوتا کہ ایک بھورے رنگ کا لمبے لمبے بالوں والا شیر اپنے مضبوط پنجوں سے آگے بڑھ رہا ہے۔

وہ نبی پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور ان کے منتخب سپہ سالار تھے انہوں نے موت کے چشمہ سے پانی پیا اور یہ چشمہ ان کیلئے شہادت کا سامان بن گیا۔

انہوں نے اس گروہ کی موجودگی میں موت کو لبیک کہا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کیا کرتے تھے اور ان میں سے ہر ایک شہادت کی موت کا متمنی تھا۔

میرا خیال ہے کہ اگر ہندو کو اس بات کی اطلاع دی جاتی کہ ہم نے مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کو ریت کے ٹیلے پر جنگ کا مزہ چکھانا ہے تو وہ دم بخود رہ جاتی۔

ان میں اسعد بھی تھا جو غائب ہو گیا اور اگر اسے یہ معلوم ہو جائے کہ میدان جنگ میں حضرت جبریل علیہ السلام حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے خون آلود چہرے کو

صاف کر رہے تھے تو ہندو کا غصہ جو کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا سرد پڑ جائے۔

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میدان جنگ میں ایسے لوگوں کے درمیان کھڑے دیکھا ایک وہ لوگ تھے جنہیں ہم چاہتے تھے ہمارے رشتہ دار تھے۔ حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کر دیا۔ اور ایک وہ لوگ تھے جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے خود دفع کر دیا تھا۔

ان میں سے ستر آدمی اس اونٹ کی طرح ڈھیر ہو گئے تھے جو پانی کے قریب اپنی عادت سے بیٹھ جاتا ہے۔ ان ستر آدمیوں میں عتبہ بھی تھا اور اس کے بڑے بڑے شیر بھی تھے۔

ہم نے ابن مغیرہ کی شہ رگ پر ایسی تلوار ماری کہ اس کا خون پہنے لگا اور اس خون سے جھاگ نکلنے لگی تھی۔

امیہ جمحی کا چہرہ اس ہندی تلوار نے سیدھا کر دیا تھا جو کہ ارباب ایمان کے ہاتھ میں تھی۔

تمہارے پاس صرف ایسے مشرک جان بچا کر پہنچے تھے جو کہ بد کے ہوئے شتر مرغوں کی طرح بھاگ رہے تھے۔ اور ہمارے گھوڑے ان کا پیچھا کر رہے تھے۔ ایک وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ ہمیشہ جہنم ہوگا دوسرے وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ ان دونوں لوگوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مرثیہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بزبان عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

بکت عینی و حق لها بکاء ہا
و ما یغنی البکاء و لا العویل
علی اسد الا لہ غداۃ قالوا
لحمزۃ ذاکم الرجل القلیل
اصیب المسلمون بہ جمیعاً
ہناک وقد اصیب بہ الرسول
ایا یعلیٰ لک الارکان ہذت
وانت الماجد البر الوصول
علیک سلام ربک فی جنان
یحالطہا نعیم لا یزول

الایاہاشم الاخیار صبرا
 فکل فعالکم حسن جمیل
 رسول اللہ مصطر کریم
 بامر اللہ ینطق اذ یقول
 الامن مبلغ عنی لؤیا
 فبعد الیوم وائلۃ تدول
 وقبل الیوم ما عرفوا و ذاقوا
 وقائعنا به یشفی العلیل
 نیتم ضربنا بقلب بدر
 غداة اتاکم الموت العجیل
 غداة ثوی ابوجہل صریعا
 علیہ الطیہر حائمة تحول
 و عتۃ و ابنہ خرا جمیعا
 و شیعۃ عضہ السیف الصقل
 الایاہند لا تبدی شماتا
 حمزۃ ان عزکم ذلیل
 الایاہند فابکی لا تملی
 فانت الوالہ العیری الشکول

ترجمہ اشعار:

”میری آنکھ رو رہی ہے اور اس کو رونا ہی سزاوار ہے اگرچہ رونا اور چلانا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

(آنکھ روئی) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شیر خدا پر، جب لوگوں نے کہا کہ یہ حمزہ رضی اللہ عنہ تمہارے شہید ہو گئے۔

ان کی شہادت سے تمام مسلمانوں کو صدمہ ہوا اور اس وقت رسول نبی کریم ﷺ کو بھی صدمہ ہوا۔

اے ابویعلیٰ (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) تمہاری شہادت سے ارکان ہل گئے تم بڑے بزرگ نیکوکار اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

تم پر خدا کا سلام ہوا ایسی جنتوں میں کہ جن میں ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی زائل نہ ہوں گی۔

اے ہاشمی نیکوکارو! صبر کرو کیونکہ تمہارے سب کام اچھے ہی ہوتے ہیں۔
رسول اللہ ﷺ صبر کرنے والے بزرگ ہیں۔ جب وہ کچھ کہتے ہیں تو خدا کے حکم سے بولتے ہیں۔

میری طرف سے کوئی لڑی کو خیر دے دے کہ آج کے بعد اس کا انتقام لیا جائے گا۔
اور اس سے پہلے بھی کیا وہ نہیں جانتے ہمارے ان واقعات کو جو بیمار کیلئے باعث شفا ہیں۔

کیا تم لوگ جنگ بدر میں ہماری مار بھول گئے جب جلدی جلدی تم کو موت آئی تھی۔

جب ابو جہل (دشمن خدا) گراتھا اور اس پر (گوشت خور) پرندے اُڑ رہے تھے۔
اور عقبہ اور اس کا بیٹا گراتھا اور شیبہ کو چمکتی ہوئی تلوار نے کاٹا تھا۔

اے ہندہ! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے خوش نہ ہو تمہاری عزت و ذلت سے بدل جائے گی۔

اے ہندہ! پے در پے لگا تار رو۔ کیونکہ (عنقریب) تو پریشان ہو کر چلا چلا کر روئے گی۔



سترہویں فصل:

داستان امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

شاعر اسلام حفیظ جالندھری کی زبان سے

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

شجاع نامور فرزند عبد المطلب حمزہ
 وہ عم مصطفیٰ عالی نب والا حسب حمزہ
 وہ حمزہ جس کو شاہ شہسواران عرب کہے
 جسے جان عرب لکھے جسے شان عرب کہے
 اگرچہ اب بھی اپنے کفر کی حالت پہ قائم تھے
 مگر فخر رسل ﷺ کی دائمی الفت پہ قائم تھے
 مشیت تھی کہ انکے دم سے تقویت ملے حق کو
 مٹے باطل سے شان ظاہری، شوکت ملے حق کو
 چلے آتے تھے اک دن دشت سے وہ پشت تو سن پر
 شجاعت اور جلال ہاشمی تھا اپنے جو بن پر
 سوئے خانہ چلے جاتے تھے رستے میں یہ سن پایا
 بھیجے کو مرے ابو جہل نے صدمہ ہے پہنچایا
 یہ سکر جوش خوں سے روح میں غیظ و غضب دوڑا
 پلٹ کر سوئے کعبہ ابن عبد المطلب دوڑا
 وہاں ابو جہل اپنے ساتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا
 شمل ابرہہ تھا ہاتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا

کیا حمزہؑ نے نعرہ او ابو جہل او خر بزدل
محمد مصطفیٰ کے دین میں اب میں بھی ہوں شامل
سنا ہے میں نے تو میرے بھتیجے کو ستاتا ہے
ہمیشہ گالیاں دیتا ہے اور فتنے اٹھاتا ہے
اگر کچھ آن رکھتا ہے تو آمیرے مقابل ہو
کہ تیری بد زبانی کا چکھا دوں کچھ مزا تجھ کو
بلا لے ساتھ اپنے ان حمایت کرنے والوں کو
ذرا میں بھی تو دیکھوں ان کمینوں کو رذالوں کو
یہ کہہ کر گھس پڑے حمزہؑ گروہ بد سگالاں میں
گریباں سے پکڑ کر کھینچ لائے اسکو میداں میں
کماں تھی ہاتھ میں وہ سر پہ نانہجار کے ماری
گرا ابو جہل سر سے ہو گیا ناپاک خوں جاری
سبھی دیتے کھڑے تھے چھا گیا تھا ایک سناٹا
مگر حمزہؑ نے کھا کر رحم اس کا سر نہیں کاٹا
کہا گر آج سے میرے بھتیجے کی طرف دیکھا
تیرے ناپاک چمڑے میں شتر کی لید بھر دوں گا
یہ کہہ کر چل دیئے، مشرک بھلا کیا ٹوک سکتے تھے
کہیں روہاہ بھی اس شیر ز کو روک سکتے تھے
ابو جہل اس لئے دبکا پڑا تھا فرش کے اوپر
مبادہ واپس آکر قتل کر دے عمر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
یہاں سے جا کر حمزہؑ جلد تر ایمان لے آئے
بھتیجے کے دیلے سے چچا نے مرتبے پایا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آستانہ نبوت پر اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری

رسول اللہ ﷺ اس دم مقیم خانہ ارقم
حضور میں جناب حمزہ ابوبکر تھے ہمد
نخیف و ناتواں کچھ اور اہل اللہ بیٹھے تھے
خدا سے لو لگائے وہ جہاں کے شاہ بیٹھے تھے
عمرؓ آئے مسلح، آکے دروازے پہ دی دستک
اسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار تھی اب تک
صحابہ نے جونہی سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا
چمک تلوار کی آئی نظر روئے عمرؓ دیکھا
صحابہ میں سے اکثر ڈر گئے اس رنگ ظاہر سے
عمرؓ کا دہدہ کچھ کم نہ تھا اک فوج قاہر سے
رسول اللہ ﷺ سے آکر عرض کی اک طرفہ سامان ہے
عمر در پر کھڑے ہیں ہاتھ میں شمشیر براں ہے
کہا حمزہ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے
نمونہ اس کو ہم خلق محمد ﷺ کا دکھائیں گے
اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کر دوں گا
اس کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پر دھر دوں گا
رسول اللہ ﷺ سن کر مسکرائے اور فرمایا
بلا لو دیکھ لیں کس دھن میں ہے ابن خطاب آیا

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ کا مقابلہ

ایک ایک سب نے دیکھا کھینچ لی تلوار عتبہ نے
کیا حمزہ کے سر پر ایک کاری دار عتبہ نے

جناب حمزہؓ نے تلوار پر تلوار کو روکا
 سبک دستی سے تھپکی دے کر مہلک وار کو روکا
 نظر کچھ بھی نہ آیا جھنجھناہٹ کی صدا آئی
 اڑیں چنگاریاں تلوار سے تلوار ٹکرائی
 ذرا مہلت جو پائی ایک پل دھاوے سے حمزہؓ نے
 سب ہو کر نکالا ہاتھ اُلجھاوے سے حمزہؓ نے
 کیا دشمن کو بڑھ کر تیغ فرخ فال کے نیچے
 مگر عتبہؓ نے سر اپنا چھپایا ڈھال کے نیچے
 صدا تکبیر کی آئی زمین بدر تھرائی
 پلک جھپکی کھلیں آنکھیں تو یہ صورت نظر آئی
 پڑی تلوار فولادی سپر کے ہو گئے ٹکڑے
 سپر سے تابہ تو سر کے ہو گئے ٹکڑے
 گلو میں بھی نہ انکی سینہ کاٹا دل جگر کاٹا
 لبو چاٹا جگر کا بند زنجیر کمر کاٹا
 گلے کے ہار زنجیروں کی لڑیاں کاٹ کر نکلی
 زرہ و بکتر کے بندھن اور کڑیاں کاٹ کر نکلی
 یہ تیغ حمزہؓ تھی دعوے تھے اس کو خاکساری کے
 زمیں پر آرہی کر کے دو ٹکڑے جسم ناری کے
 یہ برق نور تھی باطل کا قصہ پاک کر آئی
 گری یک لخت اور دولخت کر کے خاک پر آئی
 گری جب خاک پر دو ٹکڑے ہو کر لاش خود سر کی
 وہاں شیر سے نکلی صدا اللہ اکبر کی

صف مردان غازی نے کہیں ایک ساتھ تکبیریں
قلوب اہل باطل پر گریں حسرت کی شمشیریں

ہند جگر خوار کا غم و غصہ

یہ سن کر چھا گیا اس باو ہو پر ایک سناٹا
ہوا معلوم باطل کو رونے میں بھی ہے گھٹاٹا
ابوسفیان کی بیوی ہندا اٹھی اور یوں بولی
کہ خیر اب تو ہمارے ساتھ جو ہوئی تھی وہ ہوئی
مرے باپ اور چچا اور بھائی کو حمزہؑ نے مارا ہے
مرے فرزند کو بحر اجل کے گھاٹ اتارا ہے
پیوگی میں بھی اب اس کا لہو اور گوشت کھاؤں گی
کلیجہ اور گردے اپنے دانتوں سے چباؤں گی

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالنے کی سازش وحشی غلام آلہ انتقام

در خیمہ پہ تھا ایک مرد وحشی نام تھا جس کا
کمال حربہ اندازی میں شہرہ کام تھا جس کا
غلام ابن مطعم تھا جش کا رہنے والا تھا
بظاہر بھی یہ تیرہ سخت باطن میں بھی کالا تھا
غلاموں میں سمجھ کر حرص و دولت کا غلام اس کو
ہوا تھا گھر سے چلتے وقت تفویض ایک کام اس کو
یہ کام اس شیر کو مکر و دغا سے قتل کرنا تھا
یہ کام اس مرد میدان کے لہو میں ہاتھ بھرنا تھا
ڈرتے تھے عرب کے کوہ و صحرا نام سے جسکے
ملی تھی چٹنگی اسلام کو اسلام سے جس کے

وہ حمزہ عالی مرتبت سردار عالم کے
 سپہ سالار اول اس سپہ سالارِ اعظم کے
 وہ حمزہ یعنی روح سرفروشی جان جانبازی
 وہ حمزہ لشکر اسلام کا سب سے بڑا غازی
 وہی حمزہ قریشی افسروں کو مارنے والا
 کیا تھا بدر میں کفار کو جس نے تہ و بالا
 وہی ضیغم شکار و شیرا قلن غازی دوراں
 اسی کو قتل کرنے کے یہاں درپیش تھے ساماں
 کہا اب ہند بنت عتبہ نے وحشی کو بلوا کر
 کہ ہم سب عورتیں آئی ہیں مکے سے قسم کھا کر
 مسلمانوں سے مقتولوں کا بدلہ لے کر جائیں گی
 ہم ان کا خون چائیں گی ہم ان کا گوشت کھائیں گی
 کیا ہے قتل حمزہ نے میرے سر براہوں کو
 ملایا خاک میں عالی تباروں کج کلاہوں کو
 میں اسکا دل جگر گردے مزے لے لے کر کھاؤں گی
 لہو اس کا پیوں گی ہڈیاں اس کی چباؤں گی
 ارے وحشی کسی ترکیب سے دھوکے سے حیلے سے
 کہیں پوشیدہ ہو کر اپنے حربے کے وسیلے سے
 کسی صورت سے ہو، حمزہ کو جا کر قتل کر وحشی
 دکھا دے اس کا لاشہ مجھ کو لا دے اس کا سر وحشی
 میں تجھ سے کر چکی ہوں پہلے بھی انعام کا وعدہ
 زر و گوہر کا وعدہ عزت و اکرام کا وعدہ
 مرا یہ کام کر وحشی میں تجھ کو شاد کر دوں گی

علاوہ اور باتوں کے تجھے آزاد کر دوں گی
یہ کہہ کر پیشگی بھی دے دیے کچھ سکہ ہائے زہر
ہوئی حرص و ہوس غالب غلام پست ہمت پر
کہا بی بی تمہارا کام مہلک بھی ہے مشکل بھی
کہ حمزہؓ مرد میدان بھی ہے دور اندیش و عاقل بھی
اگر چھپتے چھپاتے پڑ گئی اس کی نظر مجھ پر
تو فوراً آپڑے گا وہ بشکل شیر ز مجھ پر
وہاں اظہار چاک دہتی و کاریگری مشکل
وہاں وحشی کی سو جانیں بھی ہوں تو جانبری مشکل
خود اپنی موت سے لڑ و خرد سے دور ہے بی بی
مگر خیر آپ کی خاطر مجھے منظور ہے بی بی
میں حربے لیکر اک ٹیلے کے پیچھے بیٹھ جاؤں گا
رہوں گا تاک میں اپنا مقدر آزماؤں گا
اگر موقع ملا تو قتل کر ڈالوں گا غازی کو
زمین پر سرنگوں کر دوں گا اللہ کے نمازی کو

جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کا اشتیاق شہادت

یہ سن کر شیر حق نے جانب ہادی نظر ڈالی
کہ شاید پھر مجھی کو اذن بخشیں حضرت عالی
کہ اتنے میں جناب حضرت حمزہؓ نے عجلت سے
نکل کر صف سے مانگا اذن میدان شان رحمت سے
گزارش کی کہ اے چچے رسول اے ہادی کامل
سمیل اللہ میں ایک بوڑھا بھی ہے شامل

مدینے میں خبر جس روز اس حملے کی آئی تھی
 اسی دن یہ قسم اس بندہ عاجز نے کھائی تھی
 کہ جب تک فیصلہ کوئی سر میدان نہ ہو جائے
 جہاد حق میں یا حمزہ کی جاں قرباں نہ ہو جائے
 مجھے اس وقت تک منزل کنھن ہے اپنے جینے کی
 مجھے سوگند ہے اس زندگی میں کھانے پینے کی
 مرا روزہ ہے اے محبوب باری تیسرے دن سے
 نہ کھولوں گا یہ روزہ جنت جب تک کرنہ لوں ان سے
 مقید ہے مری ہستی تمنائے شہادت میں
 میں خود حامل نظر آتا ہوں آج اپنی سعادت میں
 سر مدیاں مبارز کو ہے زعم اپنی جوانی کا
 یہ مرد پیر ہی دے گا جواب اس لن ترانی کا
 سہی جاتی نہیں مجھ سے یہ ناشائستہ گفتاری
 کہ میرے قلب پر تیغ زباں کی ضرب ہے کاری
 مری جانب سے اب حد ہو چکی ہے برد باری کی
 اجازت دیجئے بہر خدا میدان داری کی

اجازت میدان اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاثرات

اجازت عم پیغمبر نے اس انداز سے چاہی
 کہ حیرت سے انہیں تکنے لگا زورید الہی
 صدائے مرجا و جندا تھی برب حیدر
 شہادت گاہ کی جانب چلا تھا عم پیغمبر
 جلالت دیدنی تھی مصطفیٰ کے عم عالی کی
 جمال ہاشمی تھا آج ایک صورت سوانی کی

سوالی کون اپنی جان دینے کا تمنائی
 سوالی کو نابو طالب کا عبد اللہ کا بھائی
 وہ حمزہ ناز تھا اہل عرب کو جس کی طاقت پر
 فدا ہونے چلا تھا اب بھتیجے کی صداقت پر
 رسول پاک ﷺ کے چہرے سے اک رقت نمایاں تھی
 یہ وہ رحمت تھی جس کی کوئی غایت تھی نہ پائی
 نگاہیں مضطرب ہلکا تبسم روئے زیبا پر
 تصور مطمئن تھا مرضی عرش معلیٰ پر
 ہوا ارشاد اے عم نحبہ فام بسم اللہ
 خدا حافظ ہے کیجئے نصرت اسلام بسم اللہ
 یہ اقدام شہادت برسمیل حسن نیت ہے
 محمد اس پہ راضی جو اللہ کی مشیت ہے
 فراق عارضی سب کیلئے اک دن مقرر ہے
 ملاقات اب لواء الحمد کے نیچے مقدر ہے
 یہ فرما کہ دکھائی انتہائی شان رحمانی
 کہ بڑھ کر چوم لی سرکار نے حمزہ کی پیشانی
 و نور نور حق سے چہرہ حمزہ چمک اٹھا
 جلا کندن نے پائی یہ زر خالص دمک اٹھا

کفار پر حمزہ رضی اللہ عنہ کا رعب

مست کا عجب عالم تھا اسلامی غضنفر پر
 کہ لہراتا تھا ایک بال شتر مرغ آپ کے سر پر
 لڑائی میں یہ حمزہ کا نشان امتیاز تھا
 کہ حمزہ شیر دل تھا نازش دل مردان غازی تھا

ابوسفیان نے دیکھی شکل حمزہ کی تو گھبرایا
 ابو شیبہ کے اقدام دغا پر دل میں پچھتایا
 پکارا اے ابو شیبہ سنبھل کر دو بدو ہونا
 بڑی ترکیب سے اس جنگجو سے روبرو ہونا
 یہ حمزہ بہت مشکل ہے اس کے وار سے بچنا
 بہت خونخوار ہے اس تیغ دار سے بچنا
 کہیں تیزی میں اس کا ہاتھ سے چرکانہ کھا جانا
 کسی صورت اسے لڑتے ہوئے پیچھے لگا لگانا
 او شیبہ ہنا مقصد سپہ سالار کا پا کر
 سنبھالا اس نے بھالا سانپ کی مانند بل کر
 نظر ڈالی مگر حمزہ نے جس دم سامنے آکر
 تو دل سینے کے اندر رہ گیا یک بار تھرا کر

حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابو شیبہ

کہا تو شکوہ کرتا تھا علیؑ کی نو جوانی کا
 تجھے مقتول طلحہ پر گماں تھا ناتوانی کا
 مناسب تھا بوڑھا جواں کے سامنے آئے
 تقابل تاکہ محروم توازن ہی نہ رہ جائے
 بہادر بن کے استعمال کر زور جوانی کو
 کہ! حاضر ہے یہ مرد پیر تیری قدردانی کو
 او شیبہ کو اس شائستہ گفتاری پہ حیرت تھی
 یہی طرز شریفانہ تھی جو شایان غیرت تھی

جواب اس نے دیا اے حمزہؓ تو مرد دلاور ہے
 بہادر ہے جری ہے بحر جرات کا شنادر ہے
 کیا ہے قتل تو نے بدر میں قرشی جوانوں کو
 پچھاڑا ہے عرب کے اچھے اچھے پہلوانوں کو
 ہماری قوم تیرے خون کی پیاسی ہے مدت سے
 گھر میں ہال بچے کا بچتے ہیں تیری دہشت سے
 بہت اچھا کیا تو خود ہی میدان میں نکل آیا
 مرے ہاتھوں سمجھ لے آج پیغام اجل آیا
 تری بد قسمتی نے تجھ کو میدان میں نکالا ہے
 تجھے خوزیزوں کا آج بدلا ملنے والا ہے
 تو اپنی نرم باتوں سے مجھے بہلا نہیں سکتا
 جواں ہو یا کہ بوڑھا مجھ سے بچ کر جا نہیں سکتا
 کہا حمزہؓ نے خیر اب ہو بند کر یہ قیل و قال اپنی
 میں تیرے سامنے موجود ہوں حسرت نکال اپنی
 میں خود ہی دیکھ لوں گا جو مرا اللہ دکھائے گا
 یقین رکھ بھاگتا میدان سے تو مجھ کو نہ پائے گا
 یہ میدان ہے یہاں مہلت نہیں باتیں بنانے کی
 دکھا جوہر کی ساعت ہے یہی جوہر دکھانے کی
 تو زور آور ہے اپنے زور کا اظہار کر مجھ پر
 قدم آگے بڑھا مردانگی سے وار کر مجھ پر
 شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تو مرد مومن کو
 کہ مومن ڈھونڈنے آتا ہے دنیا میں اسی دن کو

ابوشیبہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی جنگ

بڑھی اس گفتگو سے اب جو کافر کی غضبناکی
 کیا غافل سمجھ کر وار نیزے کا بہ چالاکی
 وہ غافل ان کو سمجھا تھا مگر ہشیار تھے حمزہ
 یہ گھاتیں جانتے تھے آزمودہ کار تھے حمزہ
 وہیں قائم رہے بس اک ذرا سا جسم لہرایا
 اسی جنبش سے یہ نیزہ بغل کے درمیاں آیا
 بنان نیزہ بائیں ہاتھ سے تھامی دیا جھٹکا
 ابو شیبہ سے نیزہ چھین کر کچھ دور دے پڑکا
 کہا ہانکے جواں بیدل نہ ہو اوسان قائم رکھ
 نکال اب میاں سے تلوار اپنی شان قائم رکھ
 بھڑک اٹھا یہ سن کر شعلہ کی مانند ابو شیبہ
 ہوا کچھ اور بھی اب چاق اور چوبند ابو شیبہ
 ادھر کافر کا پنجہ قبضہ شمیر میں آیا
 ادھر دست مسلمان خامہ تقدیر پہ آیا
 ادھر بھی تیغ لنگر وار باہر میان سے نکلی
 ادھر بھی ایک چھوٹی سی پری زندان سے نکلی
 ادھر گویا دہان غار سے ایک اژدہا نکلا
 ادھر روشن ہوئی دنیا کی موسیٰ کا عصا نکلا
 پڑا اب سایہ شمشیر دامن وار حمزہ پر
 ابو شیبہ نے قوت سے کیا اک وار حمزہ پر
 اٹھا کہ تیغ حمزہ نے بھی گانٹھی تیغ دشمن سے
 صدا سب نے سنی آہن کے ٹکرانے کی آہن سے

اچانک دست چابکدست نے ہلکی سی دی تھپکی
 وہ لشکر دیکھتے تھے دھوپ میں اک کوندنی لپکی
 جھکایا ہاتھ کو پھرتی سے اک ٹھوکا دیا ہٹ کر
 زمیں پر جا گرا تیغ ابوشیبہ کا پھل کٹ کر
 شکست تیغ سے کافر کے منہ پر چھا گئی زردی
 لگی راہ فرار اب ڈھونڈنے اس کی جو امرودی
 برابر کی لڑائی کا نہ پایا جب کو یارا
 شکست تیغ کا قبضہ سر حمزہ پر دے مارا
 جناب حمزہ کا روئے مبارک اک طرف سرکا
 اور اس کے ساتھ ہی نعرہ ہوا اللہ اکبر کا
 زمیں و آسمان پر ایک جیت ہو گئی طاری
 ادھر نوری بڑھا آگے ادھر ہٹنے لگا تاری

ابوشیبہ کے امدادی

ابو شیبہ کے بچنے کا نہ دیکھا جب کوئی راستہ
 پئے امداد ابو سفیان نے بھیجا فوج کا دستہ
 بڑھا اس کی مدد کو ایک بازے صف لشکر
 ابو شیبہ ہٹا پچھلے قدم سوئے صف لشکر
 ادھر انبوه بڑھتا آ رہا تھا گھیرنے والا
 ادھر تنہا کھڑا تھا فوج کا منہ پھیرنے والا

ابوشیبہ کا قتل

کیا حمزہ نے پر اک نعرہ شیرانہ میدان میں
 بڑھے آگے دکھائی ہمت مردانہ میدان میں

ابو شیبہ ابھی تک قرب لشکر میں نہ تھا پہنچا
 کہ لے کر موت کا پیغام عزرائیل آپہنچا
 کہا اے نوجواں اک پند پیرانہ تو لیتا جا
 جہنم کی طرف جاتا ہے پروانہ تو لیتا جا
 ابو شیبہ رکا امداد ملنے کے بھروسے پر
 جمائے پھر قدم اس نے نکالا ڈاب سے خنجر
 پہنچ جائیں گے امدادی بڑی امید تھی اس کو
 مگر حمزہ کی تیغ تیز نے مہلت نہ دی اس کو
 گری شمشیر پر تنویر ابو شیبہ کے مغفر پر
 یہ مغفر کٹ گیا اپنی مصیبت نال دی سر پر
 پڑی سر پر تو سر نے بھی بتائی راہ گردن کی
 اسے دیکھا تو گردن نے بھی کھڑکی کھول دی تن کی
 سر و گردن سے کیا لینا تھا اس تیغ ہلالی کو
 کہ یہ تو آئی تھی قلب و جگر کی دیکھ بھالی کو
 بڑی خوبی سے اس نے سر کو توڑا حلق کو چیرا
 کنا سینہ ترشتا ہے چھری سے جس طرح کھیرا
 یہ قطع راہ کر کے سینہ پر کینہ میں آئی
 کلچے پر نظر کی اور ناپی دل کی گہرائی
 جو صورت چاہ میں چاہی وہ خاطر خواہ پیدا کی
 گہری ظلمت کدے میں آپ اپنی راہ پیدا کی
 زرہ بکتر کی ہر الجھن کو سلجھا کر نکل آئی
 بزیر ناف سیدھا راستہ پا کر نکل آئی

دکھایا عدل سے اس نے سامنے ہر دوست دشمن کے
صفائی سے برابر کے دو ٹکڑے کر دیئے تن کے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر مقتول کے امدادیوں کا حلقہ

اٹھا تھا زعم یکتائی میں جو عقل و خرد کھو کر
پڑا تھا خاک پر وہ منکر توحید دو ہو کر
نہ ہونے پایا تھا بد بخت کا لاشہ ابھی ٹھنڈا
ترپتے تھے ادھر ٹکڑے ادھر تھا سرنگوں جھنڈا
کہ یورش کر کے پہنچے دس سپائی فوج دشمن کے
مقابل ہو گئے رو باہ مرد شیرا قلن کے
یہ قرب فوج دشمن تھا اکیلے تھے یہاں حمزہ
غففر تھے مگر ان بکریوں کے درمیان حمزہ
دکھا دی لشکروں کو شان فن جنگ حمزہ نے
کہ جس پر ہاتھ مارا کر دیا چورنگ حمزہ نے
وہ کھیلے جنگ کی بازی اکیلے اس جماعت میں
گرادیں سات نامردوں کی لاشیں ایک ساعت میں
جو باقی تھے انہیں بھی دھر لیا اب تیغ کے آگے
یہ عالم دیکھ کر تینوں کے تینوں چیخ کر بھاگے

احد میں پہلی جنگ مغلوبہ

یہ فرما کر بڑھایا فوج کو محبوب دلور نے
کیا اقدام میداں ہر مجاہد ہر دلاور نے
وہاں حمزہ پہ نرغہ ہو گیا تھا فوج اعدا کا
تھپڑا سے رہا ہے شیر حق ہر موج دریا کا

اٹھا اک نعرہ تکبیر میدان شہادت میں
 بڑھی فوج مسلمان اپنے ہادی کی قیادت میں
 ادھر سے جھوم کر بر سے قریشی فوج کے بادل
 احد کی سرزمین پر چھا گیا تھا اک نڈی دل
 کمال شان ایمانی دیدنی تھی اس نظارے میں
 کہ حمزہ غوطہ زن تھے عین اس قلزم کے دھارے میں
 جدھر اٹھتا تھا پائے حمزہ دشمن ہنٹے جاتے تھے
 ابھرتا تھا جہاں خورشید بال چھٹے جاتے تھے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جلال

جلال حضرت حمزہ مثال مہر تاباں تھا
 شہادت گاہ ان کی راہ میں گویا خیاباں تھا
 سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
 الٹی تھیں صفیں کوئی بھی ان کے منہ نہ چڑھتا تھا
 جہاں غالب نظر آتا تھا انبوہ قریش ان کو
 پھر کر اس پر جا پڑتے تھے آجاتا تھا طیش ان کو
 حرارت اور بڑھ جاتی تھی ان کی التہاب آسا
 چمکتے تھے شہاب آسا جھپٹتے تھے عقاب آسا
 قدم جس سمت بڑھتے تھے انہی کے ہاتھ میداں تھا
 نظر میں طیش پا کر جیش جیش ان سے گریزاں تھا
 نماز صبح سے اک رنگ تھا اس مرد غازی کا
 یہ قرب ظہر تھا وقت آچکا تھا اب نمازی کا

وحشی حربہ پھینکتا ہے

شہادت تھی نڈر مکاری و دغا بازی سے
 چلے جاتے تھے حمزہؓ اک ادائے بے نیازی سے
 غلام کم نظر نے شت باندھی اس یگانے کی
 کہ جس کی قہرمانی جان تھی سارے زمانے کی
 نہ دینی دشمنی تھی اور نہ دنیاوی خصوصیت تھی
 نہ جھگڑا جاہ و ثروت کا نہ خطرے میں حکومت تھی
 فقط انعام میں کچھ سکھ ہائے زر کے وعدے پر
 فقط بر شکم کچھ لقمہ ہائے تر کے وعدے پر
 غلام تیرہ رونے کی اسی پر مشق صیادی
 جسے مد نظر تھی ان غلاموں ہی کی آرادی
 ہلائی اور تولی ہاتھ میں چالاک نے بر بھی
 نشانہ کر کے پھینکی دور سے ناپاک نے بر بھی
 تھی مشہور زمانہ زنگیوں کی حربہ اندازی
 نشانہ ناگہانہ بن گیا اللہ کا غازی

حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی کا تعاقب کرتے ہیں

خدا و مصطفیٰ کے شیر پر یہ ضرب تھی کاری
 اگرچہ زخم کاری تھا مگر ہمت نہیں ہاری
 اڑے پرواز جاں کے ساتھ حمزہؓ جانب دشمن
 شغال آماہ رم ہو گیا جھپٹنا جو شرا فلن
 کینے کی کہیں کہ دیکھ لی تھی مرد غازی نے
 کیا وحشی کا پیچھا دوڑ کر شیر حجازی نے

ادھر وحشی بھی اپنی موت آتی دیکھ کر بھاگا
بدن میں ریشہ تھا بھاگا نہ جاتا تھا مگر بھاگا

حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

گڑھے کھودے گئے تھے جو گزشتہ روز میدان میں
اجل بیٹھی تھی ان میں اب لگا کر گھات میدان میں
مڑا اک موز پر وحشی تو ساتھ اس کے پھرے حمزہ
قدم پھسلا اچانک اک گڑھے میں جا گرے حمزہ
عقاب روح پہلے ہی سے تھا پرواز آمادہ
اڑا سوئے فلک اب چھوڑ کر یہ جسم افتادہ
یہ جنگ و حربہ و ضرب و جراحت اک بہانہ تھا
حقیقت میں نشان حق زمانے کو دکھانا تھا
بتانا تھا کہ کرشمہ عاشقوں کے فوق عادت کا
جمانا تھا دلوں پر نقش اس حسن شہادت کا
زمین سے آسمان تک ایک نورانی غبار اٹھا
فرشتے لے کے جان بندہ پروردگار اٹھا
زمین پر رہ گیا باقی فقط ایک خوں چکاں لاشہ
فروغ زخم بے حد سے بہار بے خزاں لاشہ

وحشی چھری لے کر کلیجہ نکالتا ہے

تعاقب میں نہ پایا حمزہ کو ناپاک زنگی نے
یقین آیا کہ رحلت کی جہاں سے مرد جنگی نے
وہ پلٹا ڈرتے ڈرتے غار مہلک کے قریب آیا
تو رشک آسمان کو خاک پر سویا ہوا پایا

رخ انور پہ وہ ریش سفید و شاندار اس کی
 شہادت سے نمایاں اور شاں باوقار اس کی
 ڈرا وحشی کہ پھر کیا ہوا اگر یہ شیر جاگ اٹھے؟
 ارادہ تھا ڈرا جنبش نظر آئے تو بھاگ اٹھے
 اتھا کر کنکری اس سنگ دل نے شیر پر ماری
 رہی لیکن شہید کامراں پر بے خودی طاری
 یہ دیکھا تو وحشی کو اک گونہ قرار آیا
 چھری لے کر قریب نعش اب یہ نابکار آیا
 گڑھے کے اندر اترا اب نہ کی قطع نظر اس نے
 شکم چیرا نکالا مرد مومن کا جگر اس نے

ہند کیلئے ہدیہ

اب اس کرتوت کا انعام لینے کو چلا ناداں
 متاع بے بہا کا دام لینے کو چلا ناداں
 یہ قاتل تھا مگر اکسانے والی ہند تھی اس کی
 ابو سفیان کی زوجہ اصل میں خاوند تھی اس کی
 قریب ہند آیا کارنامہ اپنا بتلایا
 جگر حمزہ کا دکھلایا پھر اپنا حق بھی بتلایا
 یہ مژدہ سن کر شیطانی مسرت ہند پر چھائی
 خوشی میں دیوانی کی طرح جھومی اور لہرائی
 قسم کھائی تھی حمزہ کا جگر چبانے کی
 لبو کی پیاس تھی اور بھوک اس کو گوشت کھانے کی
 عجب دیوانگی سی چھائی تھی اب قسائن پر
 تعجب تھا دل وحشی کو بھی اس کے قرائن پر

ابا ہا کہتی جاتی منہ بناتی جا رہی تھی یہ
 جگر حمزہ کا دانتوں سے چباتی جا رہی تھی یہ
 جگر تھا اس کے منہ میں خون باجھوں سے نکلتا تھا
 کھڑا تھا پاس وحشی منہ منہ حیرت سے سمکتا تھا
 نہ اترا حلق کے اندر گلے میں یہ جگر انکا
 بالآخر اس نے اگلا اور زمیں پر اس کے دے پٹکا
 مری بھی نسل ہو ایسی یہ اس کا شوق بے جا تھا
 لگتا اس کو مشکل تھا وہ حمزہ کا کلیجہ تھا
 ہوا ہند جگر خوار آج سے مشہور نام اس کا
 مگر اترا نہ اس پر بھی جنون انتقام اس کا
 پکاری واقعی تو نے کیا وحشی یہ کام آخر
 ملا مجھ کو پسر کا اور پدر کا انتقام آخر
 ہوا برباد اسی حمزہ کے ہاتھوں مرا میکا
 سوائے تل حمزہ دل نہیں طالب کسی شے کا
 کہاں ہے نعل حمزہ کی نشان اس کا بتا وحشی
 میں آنکھوں سے اسے دیکھوں مجھے چل کر بتا وحشی
 چلا وحشی اگرچہ اس کا جی ہامی نہ بھرتا تھا
 وہ وحشی تھا مگر اب ہند کی وحشت سے ڈرتا تھا
 کسی صورت تو آخر نالینی تھی یہ بلا اس کو
 شہادت گاد کا منظر دکھانے لے چلا اس کو

ہند، جسد حمزہ رضی اللہ عنہ پر

دکھایا جا کے خطہ اس زمین آسمانی کا
 جسد جس جا پڑا تھا اک حیات جاودانی کا

پڑا تھا وہ جسد آغشته خون و خاک کے اندر
 کہ جس کے دہدے کی دھاک تھی افلاک کے اندر
 وہی شیرانہ صورت تھی وہی مردانہ چہرہ تھا
 شعاعیں مہر کی بکھری تھی یا دلہا کا سہرا تھا
 ہوا حسن شہادت ہند کی آنکھوں پر آئینہ
 کدورت اور چمکی اور بھڑکی آتش کینہ
 شقاوت نے جو دیکھی یہ جلالت مہر تاباں کی
 بگازی کافرہ نے شکل اس مرد مسلمان کی

ہند کے گلے کا ہار

نہیں بھایا شہید ان وفا کا رتبہ عالی
 چھری سے گوش کاٹے اور بنی قطع کر ڈالی
 لیا سینے سے دل سینے میں دل بھری مردہ تھا اس کا
 نکالے پیٹ سے گردے عجب دل گردہ تھا اس کا
 حیا کترا گئی دیکھا جو یہ کار سفیہانہ
 کہ عورت نے کاٹے مرد کے اعضائے مردانہ
 یہ اعضا ایک رشتے میں پروئے موبہو اس نے
 بتایا ہارن کو کر لیا زیب گلو اس نے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا میت حمزہ رضی اللہ عنہ پر

ہوا حمزہ کی میت پر گزر شان رسالت کا
 تاٹ دیدنی تھا مہر تاباں کی جلالت کا
 صفیہ بنت عبد المطلب ہمیشہ حمزہ کی
 بہت تھی جن کے دل میں الفت و توقیر حمزہ کی

یہاں تشریف لائیں اپنے بھائی کی زیارت کو
 خدا کے اور ملت کے فدائی کی زیارت کو
 زبیر ابن العوامؓ ان کے پسر تھے پاس حضرت کے
 ہوئے ان پر ہویدا اس گھڑی احساس حضرت کے
 کہا روکو میری پھوپھی کو میت پر نہ آنے دو
 دل زخمی کو ان کے یہ نیا چمکانہ کھانے دو
 الم انگیز ہے قطع و برید چہرہ حمزہ
 بہن کو رنج دے شاید یہ دید چہرہ حمزہ
 پر نے جا کے مادر کو مگر جس وقت سمجھایا
 تو قلب مسلمہ ہر حال میں صبر آشنا پایا
 گئیں وہ میت حمزہ یہ روئیں نہ چلائیں
 نظر چہرے پہ ڈالی فاتحہ پڑھ کر چلی آئیں



اٹھارہویں فصل:

دعاء از مفتی شافعیہ سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی

یا رب قد لذنا بعم بیتنا

رب المظاهر قدست اسراء

”اے رب کائنات! ہم نے مظہر نعمت و قدرت اپنے نبی ﷺ کے چچا کی پناہ لی ان کے اسرار کو تقدس عطا کیا جائے۔“

فاقل عشار من استجار بعمہ

اوزارہ لتکفرن اوزارہ

”اس شخص کی لغزشوں کو معاف فرما جس نے نبی اکرم ﷺ کے محترم چچا کی پناہ لی یا گناہوں کی مغفرت کیلئے ان کی زیارت کی ہے۔“

و الطف بنا فی المعصلات فاتنا

بحوار من لاشک یکرم جارہ

”مشکلات میں ہم پر مہربانی فرما۔ کیونکہ ہم اس ہستی کے پڑوس میں ہیں جو بلا شک و شبہ اپنے پڑوسیوں کی عزت افزائی کرتی ہے۔“

و اختتم لنا بالصالحات اذا دنا

منا الحمام و انشب اظفارہ

”جب موت ہم سے قریب ہو اور اپنے نیچے گاز دے تو اعمال صالحہ پر ہمارا خاتمہ فرماتا۔“

ثم الصلاة علی سلالۃ ہاشم

من طاب محتدہ و طاب نجارہ

”پھر صلوٰۃ و سلام ہو بنو ہاشم کے خلاصہ پر کہ جن کا حسب و نسب طیب و طاہر ہے۔“

و الآل و صحب الکرام اولی التقی

سید الانام و من ہم انصارہ

”اور مخلوق کے سردار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگاروں اور تقویٰ شعار آل پاک اور صحابہ کرام پر صلوٰۃ و سلام ہو۔“

ما انشدت طرباً مطوقة الشطی

او ناح بالالحن فیہ ہزارہ

”جب تک کافی دار کبوتر مسرت بھرے لہجے میں چہچہاتے رہیں یا بلبل ہزار
و استان دلکش آوازوں کے ساتھ نغمہ سرا رہے۔“



انیسویں فصل:

مناجات از مؤلف

اے اللہ! اے رب کائنات! میری یہ کاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اور اس میرے لئے ذریعہ نجات بنا۔

اے اللہ! اے خالق و مالک! ہم سب کو سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کی حاضری نصیب فرما۔

اے اللہ! اے سمیع و بصیر! تیرے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہداء، اہل قیامت تک سلام کرنے والوں کے سلام کا جواب دیں گے۔ اے اللہ! ہمیں بھی ان پاک ہستیوں کی آواز سننے کی توفیق مرحمت فرما۔

اے اللہ! اے رب ذوالجلال! ہمیں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے وسیلہ جلیلہ سے ہر رسوا کن تکلیف سے محفوظ فرما۔

اے اللہ! ہمیں سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی اکسیر نظر کی سعادت بخش ان کی عنایت اور توجہ کا جھونکا عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے اعمال دکھانے کے لائق نہیں، سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے طفیل ہماری کوتاہیاں معاف فرما۔

اے اللہ! ہر مومن کے دل میں ان برگزیدہ و پاکیزہ ہستیوں کی محبت راسخ فرما دے۔

اے اللہ! سید الشہداء کے صدقے اپنے فضل کے فیوض و برکات سے ہمارے ہر تن بھر دے۔

اے اللہ! ان کے صدقے ہمارے عیبوں کو ڈھانپ دے۔

اے اللہ! ہماری بے چینیوں اور بے تابیوں کو ان کے وسیلہ سے چھین عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے جو جو نیک مقاصد اور تمنائیں ہیں ان کے طفیل سب پورے فرما۔
 اے اللہ! ہمیں ایسے کاموں کی توفیق عطا فرما جو ہمیں موت کے بعد فائدہ دیں۔
 اے اللہ! اپنی رضا اور خوشنودی سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرما۔
 اے اللہ! ہمارے ذمہ حقوق و واجبات اور قرضوں سے ہمیں سبکدوش فرما۔
 اے اللہ! ہمیں اپنے ان بندوں میں شامل فرما جن کے باطن تیرے ذکر سے سرور ہیں۔
 اے اللہ! ہمیں ان بندوں میں شامل فرما جن کے لب تیرے شکر سے تر ہیں، جنکی
 زبانیں تیرے ذکر سے راحت پاتی ہیں۔

اے اللہ! ہمیں ان بندوں میں شامل فرما جن کے دل تیری وعید اور خفیہ تدبیر سے
 لرزاں و ترساں ہیں۔

اے اللہ! سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے وسیلہ جلیلہ سے ہم سب کو آتش جہنم سے رہائی
 عطا فرما کدورتیں دور فرما ہلاکتوں سے محفوظ فرما۔ قریب و بعید اور پڑوسیوں پر رحم فرما۔
 اے اللہ! ارباب حکومت اور رعایا کی اصلاح فرما۔ اسلامی لشکروں کو اپنی نصرت سے
 تقویت عطا فرما۔

اے اللہ! اپنے دشمن کافروں میں اپنے قہر کا حکم نافذ فرما اور انہیں مسلمانوں کیلئے نال
 نعمت بنا۔

اے اللہ! ہماری دعاؤں اور التجاؤں کو شرف قبولیت سے نواز۔ ہمارے کئے پھٹے
 الفاظ اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرما۔

آمین بجاہ سید المرسلین و عمّ النبی خاتم النبیین۔

و الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ و علی اسد اللہ و رسولہ سیدنا حمزۃ رضی اللہ
 عنہ و علی آلہ و اصحابہ و علماء امتہ اجمعین یا رب العالمین۔

الحمد للہ! ”تذکرہ سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ“ بتاریخ 26 اگست 2006ء

برطابق یکم شعبان المعظم 1427ھ بروز ہفتہ اختتام پذیر ہوا۔

فقط

والسلام

گدائے در رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد عابد عمران انجم مدنی

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف (سرگودھا)



منقبت

حضرت حمزہ سید الشہداء
کاشف الکرب ہیں بفضلِ خدا

جملہ اصحاب یوں تو آقا کے
صاحبِ رشد ہیں نجومِ ہدای

دودھ بھائی ہیں اور عمِ رسول
شان ہے آپ کی یہ سب سے جدا

ہے لقب آپ کا جو اسد اللہ
ی بھی رتبہ ہے ارفع و اعلیٰ

قبرِ انور ہی بس نہیں جنت
أحد سارا ہے جنت الممالیٰ

خاک بوسی کا شرف ہم کو ملا
شکر کتنا کریں ترا مولا

بھیک مل جائے در پہ حاضر ہے
فخرِ ادنیٰ گدائے کوئے شا

(حضرت خواجہ غلام فرید الدین سیالوی مدظلہ)





کشف المہجوری

علی ہجویری حضرت دارالانجمن

الحاج ابوسعید ناظم

کرونا البک شاپ

دوکان نمبر ۲، دربار مارکیٹ لاہور
Voice: +92-42-7249515